مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جون سنہ ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

اور تم اپنے گھروں کو اِس طرح سجاؤ گے جیسے خانۂ کعبہ کو سجایا جاتا ہے۔ لیکن سُنو! تم جو میرے سامنے بیٹھے ہو تمہاری حالت ان آنے والوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ فرمایا: پس آپؐ کے نزدیک فتح دین کی فتح تھی۔ فتح اخلاق کی فتح تھی۔ فتح کردار کی فتح تھی اور فتح اپنے نفس پر غالب آنے کا نام تھا اور وہ نعمتیں ہی نعمتیں تھیں جو روحانی نعمتیں تھیں اور ان کے مقابل پر بعد میں آنے والی دنیاوی فتح کی نعمتوں کی حضرتِ اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کوئی بھی قیمت نہیں تھی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اَور حدیث کی روشنی میں فرمایا کہ ظاہری فتح بھی جب مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں بھی وہ خیر حاصل کر سکتے ہیں لیکن یہ ایک ثانوی چیز ہے۔ حقیقی نعمت، حقیقی خیر، حقیقی خوشخبری اسی میں ہے کہ دین کو غلبہ ہو جو اجسام پر نہیں ہوتا بلکہ دلوں پر غلبہ ہوتا ہے وہ دوسروں کی زندگیاں لے کر نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کو زندگیاں عطا کر کے ہوتا ہے۔ اِسی لئے دینِ حق کا غلبہ از سرِ نَو روحانی زندگی کا غلبہ ہے۔ دینِ حق کا غلبہ وہ قیامت ہے جس میں شیطان پر موت آتی ہے لیکن سچّی اور سعید روحیں نئی زندگی پاتی ہیں۔

پاکستان کے موجودہ سیاسی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کو ان پر فرحًا فخورًا کا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُچھل کے یہ نہ سمجھیں کہ احمدیت کو فتح عطا ہو گئی بلکہ آپ کی فتح وہ عزمِ صمیم ہے جو آپ کے دلوں میں جنم لے چکا ہے کہ ہم دینِ حق کے لئے سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن کسی قیمت کے لئے بھی دینِ حق کی شکست کو برداشت نہیں کریں گے فرمایا: یہ جو آپ کے اعمال میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور عبادات کی طرف لگاؤ بڑھ رہا ہے یہ بڑی عظیم الشان فتوحات کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔ وہ انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ وہ جماعت تیار ہو رہی ہے جس نے بالآخر دینِ حق کو دُنیا میں پھیلا دینا ہے۔ فرمایا: ایک ایسا دَور بھی جماعت پر ابتلاء کا گزرا ہے جس میں چونکہ سیاست میں حصّہ وہ لے ہی نہیں سکتے تھے اِس لئے وہ لوگ جو پہلے سیاست میں لذّتیں حاصل کرتے تھے انہوں نے دین کی طرف توجّہ کی اور اپنے وقت دین پر قربان کرنے لگ گئے۔ فرمایا: مجھے یہ خوف دامنگیر ہوُا کہ اگر سیاست احمدیوں پر دوبارہ کھول دی گئی اور خدا کی تقدیر ایسا کر سکتی ہے تو پھر دوبارہ کہیں وہی غلط جھکے اور بگڑے ہوئے مزاج نہ پیدا ہو جائیں۔ مَیں جماعت کو ابھی سے متنبّہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی تبدیلی ہو اسکی وجہ سے اپنے کردار پر غلط اثر نہ پڑنے دیں۔ جو راہیں آپ نے متعیّن کر لی ہیں وہ سب سے اچھی راہیں ہیں ان سے بہتر کوئی راہ نہیں ہے۔ بظاہر جن ذلّتوں کو آپ پر وارد کیا گیا ہے وہ عزّتوں

کے مقام اور شرف کے مرتبے ہیں انہیں میں اپنی عزتیں سمجھیں اور انہیں میں شرف کو ڈھونڈیں اور ہرگز دنیاوی عزّتوں کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ پھر سیاست کے ساتھ ضمنی تعلقات جو ایمانی تقاضوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں ان کو سرانجام دینا تو دین کے خلاف نہیں ہے۔ حُبّ الوطن کی خاطر کچھ نہ کچھ حصّہ رسدی ہر احمدی کو اپنے اپنے وطن میں دینا ہوگا اور جو وقت کی قربانیاں ہیں وہ بھی کرنی ہوں گی۔ فرمایا: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظِ فتح کو ایک عظیم الشان رنگ میں بیان فرمایا ہے

من فتح لہٗ منکم باب الدعاءِ فتحت لہٗ ابواب الرحمۃ

تم میں سے جس پر دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے پس فتح کا اس سے بہتر تصوّر نہیں باندھا جاسکتا۔ پس اے احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ اس دَورِ ابتلاء نے تم پر دعا کے دروازے کھول دیئے۔ وہ گھر جو دعاؤں سے نا آشنا ہو چکے تھے وہ گھر بھی دعاؤں کی آماجگاہ بن گئے۔ وہ دل جو دعاؤں سے غافل تھے ان کی گہرائیوں سے بلکتی ہوئی، درد میں ڈوبی ہوئی دعائیں اُٹھتی ہیں۔ وہ آنکھیں جو آنسوؤں سے نا آشنا تھیں اِس دَورِ ابتلاء نے ان آنکھوں کو آنسو بخشے ہیں۔ دعاؤں کے دروازے جس قوم پر کھول دیئے گئے ہوں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر خدا کی رحمتوں کے دروازے کھولے جا چکے ہیں۔ پس وہ قوم جس پر خدا کی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہوں اگر وہ دُنیا کی اَدنیٰ فتوحات سے متاثر ہو کر ان کے سامنے جُھکنے لگیں اور انکے رعب کو قبول کرنے لگیں تو بڑے ہی بدقسمت لوگ ہوں گے۔ اِس لئے خدا کی رحمتوں کی قدر کریں خدا کے فضلوں کی قدر کریں اور ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھیں اور یہ عہد کریں کہ اگر خدا اِن حالات کو بدل بھی دے گا تو یہ دولتیں جو آج ہمیں نصیب ہوئی ہیں ان کو ہم اپنے سینے سے چمٹائے رکھیں گے۔ ان صحابہؓ کی طرح جنہوں نے دینِ حق کے عَلم کی حفاظت کی خاطر اپنے بازو کٹوائے، اپنی گردنیں کٹوائیں اور جب بازو نہیں رہے تو دانتوں میں عَلموں کو تھام لیا اور گرنے نہیں دیا جب تک ان کی گردنیں نہ کٹیں اور سر نہ لڑھک گئے۔ اِس طرح اے خدا! ہم تیری اِن رحمتوں اور فضلوں کی حفاظت کریں گے جو اپنی راہ میں پگھلنے والے دلوں کی صورت میں تُونے ہمیں عطا کئے۔ وہ بابِ رحمت جو تُونے کھولے ہیں اے خدا! وہ دن ہم پر کبھی نہ لانا کہ ہم اپنے ہاتھوں سے ان بابوں کو بند کرنے والے ہوں۔ ان دروازوں کو اَور کھول دے اَور

وسیع کر دے، ہر سمت سے، ہر موسم میں تیری رحمت اور فضل کی ہوائیں ہم پر چلنے لگیں۔ ہماری سمت جاری ہوں اور تیری برکتوں کی بارشیں ہم پر نازل ہوں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ر اپریل ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورہ یونس کی آیات کی تلاوت فرمائی اور فرمایا اِس آیت پر غور کرنے سے انسان ایک عجیب قسم کے تعجّب میں مبتلا ہو جاتا ہے اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا میں ایک تو وہ تعجّب ہے جو کافروں کو اِس واقعہ پر ہُوا اور ایک اُن پر تعجّب ہے وہ اِس بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کیسا واقعہ ہو گیا ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں ان کو خوشخبری دیتا ہوں کہ ان کا قدم ان کے رب کے نزدیک سچائی کا قدم ہے۔ اِس اعلان کا جادو سے کیا تعلق ہے اس کے نتیجہ میں ان کا یہ کہنا کہ یہ اعلان کرنے والا تو کھُلا کھُلا جادوگر ہے اِس پر غور کرنے سے بہت ہی لطیف اور حکیمانہ مضمون نگاہ کے سامنے اُبھرتا ہے اور دل بے اختیار یہ گواہی دیتا ہے کہ بہت گہری اور حکمت والی کتاب کا مضمون ہے۔ فرمایا سب سے بڑا تعجب تو یہ تھا کہ رَجُلٌ مِّنْھُمْ ایک شخص جو ان لوگوں میں سے تھا اُسے اللہ نے وحی کے لئے چن لیا۔ وہ سوسائٹی جس میں انبیاء تشریف لاتے ہیں وہ تو فساد کا گڑھ بن چکی ہوتی ہے۔ جھوٹ اس میں اِس طرح پنپتا ہے جیسے شاداب زمینوں میں سبزیاں پنپتی ہیں۔ ہر طرف جھوٹ، ظلم اور دجل کی نشوونما ہو رہی ہوتی ہے۔ اس زمین سے ایک کلمہ طیّبہ اور آسمانی روئیدگی کا نکل آنا یہ تو واقعی بڑے تعجّب کی بات ہے۔ فرمایا سو پہلا تعجّب تو یہ ہے کہ اَوْحَیْنَا اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ کہ اِن جیسے لوگوں میں سے خدا نے ایک بندے کو وحی کے لئے چُن لیا اور پھر ایسا چُنا کہ جو ان جیسے لوگوں میں ویسی ہی تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے جو خدا کا ہاتھ لگنے سے اس کے اندر لوگ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا یہ ہے وہ کھُلا کھُلا جادو جس کے نتیجہ میں ان کی عقلیں ورطۂ حیرت میں ڈوب گئیں کہ ہم میں سے ایک آدمی نکلے اور وحی کے لئے اللہ تعالیٰ اُسے مختص فرمالے مصطفیٰ اور مرتضیٰ بنالے اور پھر وہ آگے یہ جادو دوسروں پر چلانے لگے یعنی اسی گندی سوسائٹی کی کایا پلٹ دے۔ وہ لوگ جن کی ہر روش جھوٹی تھی اس پر ہاتھ ڈالا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایسا تبدیل فرمایا کہ جو بھی اس پر ایمان لاتا ہے اس کا قدم خدا کے نزدیک قدم صدق بن جاتا ہے۔ فرمایا: عِنْدَ رَبِّھِمْ میں صدق کے مضمون کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا کہ سوسائٹی کے علاوہ آسمان سے

ان کا رب یہ گواہی دیتا ہے کہ ان کا قدم سچائی پر پڑ رہا ہے ان کا قدم کسی اور چیز پر پڑ ہی نہیں سکتا۔

فرمایا: آج بھی احمدیت جو مختلف دُنیاؤں میں جادو جگا رہی ہے اور لوگوں میں گندی سوسائٹی سے نکل کر حیرت انگیز طور پر پاکیزگی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں یہی سب سے بڑی حضرت مسیح موعود کی صداقت کی دلیل ہے اور اگر یہ دلیل کمزور ہوئی تو جماعتِ احمدیہ اس کی ذمہ دار ہوگی اور خدا کے حضور جوابدہ ہوگی۔

فرمایا قَدَمَ صِدْقٍ کا تعلق نظر کی صفائی اور سچّائی سے ہے جب تک نظر صاف اور سُتھری نہ ہو قدمِ صدق عطا ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ قدم تو اس نور کی پیروی کرتا ہے اگر نور قدموں کی رہنمائی کر رہا ہے تو ہمیشہ وہ قدم صحیح جگہ پر پڑیں گے۔ اِس لئے براہِ راست قدمِ صدق کا نورِ نظر سے تعلق ہے اور جب تک نورِ نظر درست نہ ہو اس وقت تک قدم درست نہیں ہو سکتے اِس لئے وحی سے بھی اس کا تعلق ہے۔

فرمایا: ساری چابی اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ کے الفاظ میں تھی۔ اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وحی کا نور عطا نہ ہوتا تو ہرگز یہ قدمِ صدق جو کثرت سے عطا ہوئے آپؐ کے غلاموں کو یہ عطا نہیں ہو سکتے تھے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم جو نورِ مجسّم بنے یہ وحی کی برکت ہی تھی۔ یہ برکت آپؐ کے غلاموں کو بھی عطا ہو سکتی ہے۔ یہ ہے وہ خوشخبری کا مضمون جس کے سمجھنے سے انسان کو قدمِ صدق کے اختیار کرنے کے راز معلوم ہو جاتے ہیں۔ فرمایا وحی کا نور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلاموں کو بھی یہ نور عطا ہوُا اور خدا نے اس کی اطلاع دی کہ نورهم یسعٰی بَین ایدیهم و بایمانهم یقولون ربّنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انّك علیٰ کُلّ شیءٍ قدیر کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا نور آگے آگے چلتا ہے اور دائیں ہاتھ پر بھی اور وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل فرما دے اور ہماری بخشش فرما یقیناً تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ فرمایا: اِسی نور کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِن الفاظ میں فرماتے ہیں کہ اِتّقوا فراسة المؤمن فانّهٗ ینظر بنور اللہ کہ مومن کی فراست سے ڈرو یقیناً وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ فرمایا تقویٰ کی آنکھ سے مراد یہی ہے کہ مومن کی فراست اور اس کی حدِّ ادراک سے ڈرو۔ اللہ کا نور لامحدود ہے اور وہ نور ایک اَور دوسرے کے ساتھ فرق فرق سلوک کرنے والا نہیں ہے جس کے باوجود ایک مومن کا دوسرے مومن کے نورِ بصیرت سے فرق ہوتا ہے اور ان کے نوروں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ فرمایا یہ راز قرآن کریم کی یہ آیت کھولتی ہے کہ درحقیقت ہر شخص کے اندر اس نور کے اختیار کرنے کی استعداد ہوتی ہے اور وہ استعداد ایک حد تک اس نور کو اختیار کرنے کی توفیق بخشتی ہے اور اکثر لوگ اس استعداد کے ہوتے ہوئے بھی

خدا تعالیٰ سے پورا نور حاصل نہیں کرتے اور اِس بات سے بے خبر رہتے ہیں کہ نورِ بصیرت خدا کی طرف سے عطا ہوگا لیکن صاحبِ بصیرت باوجود نور کے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ ربنا اتمم لنا نورنا اے ہمارے ربّ ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں ایک مقام پر کھڑا نہ رکھ بلکہ اس نور کا اتمام فرما دے۔ فرمایا: تقویٰ کے نور کا صیقل ہونا ساری زندگی کی محنت کا کام ہے اور اس کا آخری مرتبہ صرف انبیاء کو حاصل ہوتا ہے جس کے نیچے مومنوں کے نور کے حصول کا سلسلہ ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ فرمایا اگر نور مختلف ہوں تو قدمِ صدق بھی مختلف ہوگا اور یہ راز حضرت مسیح موعود نے ہمیں سمجھا دیا جو فرمایا میں ایک عظیم دُنیا کو اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں یعنی میرے سچائی کے قدم اتنے وسیع ہیں کہ عالم کے عالم کو ان قدموں کے نیچے دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا: نور کی آنکھ جو خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے یہ فرضی چیز نہیں ہے بلکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ نور کا مضمون بہت واضح اور کھلا کھلا ہے اور ہر شخص اپنے نور کی پہچان کر سکتا ہے اور وہ اس کے قدموں سے ہو سکتی ہے۔ جہاں وہ روزانہ غلط قدم رکھتا ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہاں نور نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جہاں وہ صحیح مقام پر قدم رکھتا ہے وہاں اسے یہ احساس ہو جانا چاہیئے کہ یہاں میرے نور نے میری رہنمائی کی ہے۔ فرمایا قدم جو نور کا دوسرا کنارا ہے وہ زمین پر پڑتے ہیں اور اہلِ زمین ان قدموں کے سلوک سے پہچانتے ہیں کہ یہ کیسے قدم ہیں۔ فرمایا تبھی تو اہلِ عرب تعجب میں مبتلا ہوئے۔ باوجود اس کے کہ ہلاکت کی ساری علامتیں ظاہر ہو چکی تھیں انہوں نے کچھ دیکھا تھا تو تعجب میں مبتلا ہوئے! اِس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں کے قدم سچائی کے قدم تھے۔ اہلِ دُنیا ان کے قدم کی چاپ سے پہچانتے تھے کہ یہ کیسے لوگ ہیں اور تبدیلیاں دیکھتے تھے تو تعجب میں مبتلا ہوتے تھے اِسی لئے تو انہوں نے اتنا حیرت انگیز خراجِ تحسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیا کہ یہ ساحرٌ مبین ہے کن لوگوں کو پکڑتا ہے اور کیا بنا دیتا ہے تو وہ تبدیلیاں جو مومن کی ذات میں دُنیا کے معاملات میں بھی پیدا ہوتی ہیں وہی اس کے نور کے پیمانے بن جاتی ہیں۔ وہ اہلِ دُنیا کو بھی بتا دیتی ہیں کہ یہ شخص صاحبِ نور ہے یا صاحبِ نور نہیں ہے۔ فرمایا اِس پہلو سے جب میں جماعت کے مختلف حالات پر غور کرتا ہوں تو ہر جگہ کہیں نہ کہیں جہاں بھی کوئی خرابی دکھائی دیتی ہے قدمِ صدق کی کمی نظر آنے لگتی ہے۔ فرمایا اکثر معاملات میں خرابیاں، فسادات، غلط تنقیدات، ایک ظلم کو دوسری طرف منسوب کر دینا، ایک اندھیرے کو روشنی کے مُنہ پر مارنا یعنی ہر چیز کو اُلٹ پلٹ کے سارے نظام کو تہس نہس کر دینا یہ سارا مضمون تاریکی کا مضمون ہے روشنی کا مضمون ہے ہی نہیں۔ اور یہ جو روشنی اور تاریکی کا معاملہ ہے یہ ہر شخص کی ذات کے اندر اس کی بینائیوں

میں ہوتا ہے جو شخص اپنے نفس کی بصیرت حاصل کرلے پھر وہ دُنیا میں چلنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ فرمایا اِس لئے قدمِ صدق کو درست کرو اس کے بغیر تمہاری راہیں صحیح متعین نہیں ہو سکتیں اس کے بغیر نہ تمہارے آپس کے معاملات درست ہوں گے نہ خدا کے ساتھ معاملات درست ہوں گے اور کوشش کرو کہ تمہارا قدمِ صدق بڑا ہو اور اس کے فیضان کے نیچے اور بھی لوگ آئیں۔ تمہارے قدمِ صدق کی برکت سے اور قومیں برکت پائیں ؏

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۵ر اپریل ۱۹۸۶ء

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ابراہیم کی آخری آیات کی تلاوت فرمائی اور فرمایا پہلی آیت میں اوّل مخاطب تو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین ہی ہیں لیکن وہ سارے مخالفین اس میں شامل ہیں جو قیامت تک اس ذیل میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور وہ سارے مخالفین مخاطب ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس سے پہلے تنبیہات پہنچ چکی ہیں اور عبرتوں کے سامان ان کے لئے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

پھر فرمایا: اس کے بعد کفار سے خطاب چھوڑ کر خدا تعالیٰ مومنوں سے مخاطب ہوتا ہے اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے اپنی سُنّت کا بیان کرتا ہے جو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔ اس میں عظیم الشان قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی جگہ، کسی حیثیت میں بھی کوئی رسول آیا ہو یا کسی جگہ کسی حیثیت سے بھی کوئی رسول آنے والا ہو یہ اٹل قانون ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو کسی صورت میں بھی نہیں ٹالے گا اور عزیز بھی بنے گا اور ذوانتقام بھی بنے گا۔

فرمایا: عزیز کا مطلب ہے جو غالب ہو اور قدرت رکھتا ہو غلبے پر، اور اس کا غلبہ اس کیلئے عزّت کے سامان بھی پیدا کرے۔

فرمایا: عزیز کے لفظ کو اِس لحاظ سے سمجھنا چاہیئے کہ غلبہ تو بڑے بڑے ڈکٹیٹروں کا بھی ہو جاتا ہے جیسے ہٹلر اور ہلاکو خان وغیرہ غالب آئے لیکن ان کا غلبہ عزیز کا غلبہ نہیں تھا کیونکہ اس غلبہ کے ساتھ ذلّتیں اور ہمیشہ کی بعد میں آنے والی لعنتیں بھی وابستہ تھیں۔ لیکن جب عزیز کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ عزّت کا مفہوم لازم ہے۔ عزیز اور ذوانتقام کا غلبہ ہو گا جو انتقام لینے والا ہے۔ فرمایا آجکل پاکستان میں جو حالات ظاہر ہو رہے ہیں وہ انہیں پیش خبریوں کے مطابق ظاہر ہو رہے ہیں۔

فرمایا: وہی خدا جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں رسولوں کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو کبھی ٹالا نہیں کرتا اس کی پکڑ نے آخر اس کو آلیا جس نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عزّت پر ہاتھ ڈالا خدا نے اس کی عزّت پر ہاتھ ڈال دیا ہے اور یہ جاری رہنے والا سلسلہ ہے یہ رُکنے والا سلسلہ نہیں۔

فرمایا: ان کی ذلّتوں کی کوششیں تو چند سانس لے کر مر جائیں گی اور دن بدن حضرت اقدس مسیح موعود کی عزّت دُنیا میں زیادہ پھیلتی چلی جائے گی اور زیادہ بلند مرتبہ ہوتی چلی جائے گی لیکن ان کی ذِلّتیں اور زیادہ تنزّل کی راہیں دیکھنے والی ذِلّتیں ہیں اور زیادہ قعرِ مذلّت میں گرنے والی ذلّتیں ہیں۔ دن بدن یہ بڑھتی چلی جائیں گی اور نسلاً بعد نسلٍ لوگ اِس ظلم کے دَور پر لعنتیں بھیجتے چلے جائیں گے۔

فرمایا: یہ ہے خدا کی تقدیر جو ظاہر ہوتی ہے تو عبرت کے عجیب سامان پیدا کرتی ہے مگر جن کو بصیرت نہ ہو ان کو نظر نہیں آتا۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ کو میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ ایسے موقع پر ہمیں تھوڑدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے ہم لوگ بلند باتوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ہمارے حوصلے وسیع ہونے چاہئیں۔ جماعتِ احمدیہ کو اِس دَور سے گزرتے ہوئے ان اداؤں کو اختیار کرنا چاہیئے جو انعمت علیھم گروہ کی ادائیں ہیں۔ زیادہ استغفار سے کام لیں، زیادہ منکسر المزاجی سے کام لیں، زیادہ خدا کی طرف متوجہ ہوں اور ان ذمّہ داریوں کی طرف بھی متوجہ ہوں جو ایسے اَدوار کے بعد الٰہی جماعتوں پر پڑا کرتی ہیں۔ چنانچہ معًا بعد قرآن کریم فرماتا ہے:

یوم تبدّل الارض غیر الارض والسّمٰوٰت و برزوا للّٰہ الواحد القھّار۔

کہ اِس دَور میں زمین تبدیل کر دی جائے گی اور آسمان بھی تبدیل کر دیئے جائیں گے اور لوگ جوق در جوق خدائے واحد و قہار کی طرف رُخ کریں گے۔

فرمایا: اِس مضمون کو موجودہ واقعات پر چسپاں کر کے دیکھیں تو پھر سمجھ آئے گی کہ اس کا یہاں کیا تعلق ہے۔ فرمایا جس قِسم کے واقعات پاکستان کی سرزمین پر ہو رہے ہیں یہ تو ایسی زمین نہیں ہے جس پر مومن خوش ہو سکے۔ یہ الٰہی جماعتوں کی ادائیں تو نہیں ہیں کہ سارے ملک کو گندگی سے بھر دو خواہ دشمن کے خلاف ہی ہو۔ یہ تو قرآن اور سُنّت کا طریق نہیں ہے۔ اِس لئے فرمایا یہ جو زمین تم دیکھ رہے ہو جس پر انقلاب برپا ہونے والا ہے اس زمین کو تبدیل کرنا پڑے گا

اور اس زمین کو تبدیل ہونا پڑے گا۔ فرمایا: اس کی ساری ذمہ داری مومنوں پر عائد ہوتی ہے اور ان کے آسمان کو بھی بدلنا ہوگا کیونکہ ان کی روحانی حالت بھی خراب ہو چکی ہے اور ان کی دنیاوی حالت بھی خراب ہو چکی ہے۔ ایک ایسی قوم جو بار بار ابتلاؤں کے ایسے دَور سے گزرتی ہو اور سنبھلنے کی بجائے ہر دفعہ پہلے سے زیادہ خراب حالت میں اپنے آپ کو پائے، جس کے اخلاق کا دیوالیہ پٹ رہا ہو ان کی زمین بھی بدلانی ہوگی اور ان کے آسمان بھی بدلانے ہوں گے اور اس میں جماعتِ احمدیہ کو سب سے زیادہ کردار ادا کرنا ہے۔ اِس لئے جماعتِ احمدیہ پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم کا پیغام آپ کو یہ ہے کہ آپ نے نئی زمین اور نئے آسمان کے لئے کوشش کرنی ہے۔ آپ ہرگز کسی ایسے انقلاب سے راضی نہ ہوں جو دُنیا کے حالات بدلانے والا انقلاب نہ ہو۔ جو دُنیاوی اور روحانی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے والا نہ ہو۔

فرمایا: اپنے زمین و آسمان تو ضرور بدلیں کیونکہ اگر آپ کے اپنے زمین و آسمان نہ بدلے گئے تو آپ نے دُنیا کے زمین و آسمان کیسے بدلنے ہیں۔ انقلابی روحانی تبدیلیوں کا تقاضا کر رہا ہے یہ دَور۔ ایسی تبدیلیاں کہ جماعت کے دنیاوی حالات اور اندرونی حالات بھی درست ہو جائیں اور بیرونی اور روحانی حالات بھی درست ہو جائیں ۞

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ رمئی ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورہ نساء کی آیت ۵۵ اور سورۃ البقرہ کی آیت ۱۱۰ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اِن دونوں میں حسد کا ذکر ملتا ہے۔ فرمایا: قرآن میں حسد کا ذکر اس کے علاوہ ایک مرتبہ سورۃ الفتح میں اور دو مرتبہ سورۃ الفلق میں ملتا ہے۔

فرمایا: صرف چند مرتبہ حسد کا ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ حسد خود ایک پوشیدہ بیماری ہے اور اس کا اظہار مختلف دوسری بیماریوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ جن دوسری بیماریوں کی صورت میں حسد جلوہ دکھاتا ہے ان کا بکثرت ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور حسد چونکہ خود مخفی رہتا ہے اِسلئے حسد کو بھی بالعموم مخفی رکھا گیا۔

فرمایا: حسد کا جو حملہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے وہ دو طرح پر ہے ایک اندرونی طور پر یعنی مسلمانوں کے معاشرے پر حسد خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے اور اکثر بُرائیاں جو معاشرے کی ہیں ان میں بہت سی حسد کے اندر جڑیں رکھتی ہیں اور حسد کے ساتھ پیوستہ ہوتی ہیں اور بیرونی طور پر بھی

مومنوں کی جماعت پر حسد حملہ کرتا ہے۔ بیرونی حملے کی نشاندہی ان دو آیات میں ملتی ہے جو تلاوت کی گئی ہیں۔

فرمایا کہ جب اللہ سوسائٹی میں سے کسی پر فضل فرماتا ہے تو لوگ اِس بناء پر ان سے حسد شروع کر دیتے ہیں کہ خدا نے ان کو اپنے فضل کے لئے چُن لیا ہے لیکن ان کا یہ حسد اُن لوگوں کی ترقی پر ذرّہ بھر بھی اثر انداز نہیں ہوتا جن کو خدا نے اپنے فضل سے چُن لیا ہو۔ باوجودیکہ لوگ جلتے رہے اس آگ میں کہ ابراہیمؑ پر اور اس کی اولاد پر کیوں فضل ہوئے، کیوں دنیا میں ترقی کرتے چلے گئے؟ خدا نے انہیں روحانی سلطنت عطا فرمائی۔ مومنوں سے کفار کے حسد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اہلِ کتاب میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم مرتد ہو کر کفر کی طرف لَوٹ جاؤ۔ ایمان حاصل کرنے کے بعد پھر کفّار میں شامل ہو جاؤ۔ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: حسدًا مِن عند انفسهم یہ ان کے اندر جو حسد پایا جاتا ہے اس کی بناء پر ہے۔ من عند انفسهم کہہ کر مومنوں کی معصومیّت کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ ان کو کُلیتہً بری الذمّہ قرار دیا گیا ہے۔

فرمایا: کوئی بھی حرکت مومنوں کی طرف سے نہیں ہوتی جس کے نتیجہ میں دشمن ان پر حسد شروع کرے اور نہ مومن ان سے حسد کرتے ہیں محض یکطرفہ معاملہ ہے، نہ وجۂ جواز ہے نہ مومنوں کی یہ صفت ہے کہ وہ بھی حسد کریں۔ یہ ایک ہی طرف سے چلتا ہے۔

فرمایا: اِس میں ایک اَور قابلِ غور امر یہ ہے کہ مومن اور کافر کی تبلیغ کا فرق دکھا دیا۔ جب کافر مومن کو تبلیغ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری مِلّت میں لَوٹ آؤ اس کی محبّت کی وجہ سے اور اس کو بچانے کے لئے نہیں کرتا بلکہ حسد اور بُغض کی بناء پر کرتا ہے۔ اور یہ جو فتنۂ اِرتداد کے نام پر فساد پیدا کیا جاتا ہے کہ مرتدین کو واپس لاؤ نہیں تو قتل کرو اِس کی بناء حسد ہے۔ ایک جلن ہے کہ یہ لوگ پھیل رہے ہیں، چونکہ ہم مثبت ذرائع سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اِس لئے ان کو زبر دستی کم کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان کو تلوار کے زور سے ختم کرو اور ان کو کم کرتے چلے جاؤ۔

فرمایا: مومن کو تو بس ایک لگن ہوتی ہے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ بنی نوع انسان کو وہ ظلم اور ہلاکت کی راہ سے بچا سکتا ہے بچا لے۔ اِس جذبے میں محبّت اور فدائیت کارفرما ہوتے ہیں۔ چنانچہ دونوں کے ہتھیار بدل جاتے ہیں، حسد بھی پوشیدہ ہے اور محبّت بھی پوشیدہ ہے لیکن یہ دونوں جب ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے ہتھیاروں کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں۔ حسد کے ذریعہ تبلیغ

میں ظلم اور ستم اور جبر اور تلوار نمایاں ہتھیار ہیں۔ اِس کے برعکس مومن کی تبلیغ چونکہ محبّت کی بناء پر ہوتی ہے اِس لئے لا اِکراہ فی الدّین کا اطلاق ان کی ہر حرکت اور سکون میں ملتا ہے۔ وہ دُکھ دے کر کسی کو مومن نہیں بنا رہے ہوتے بلکہ دُکھ اُٹھا کر مومن بنا رہے ہوتے ہیں وہ دوسروں کی جانیں لے کر نہیں بلکہ اپنی جانیں پیش کر کے تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا "ما تبیّن لھم الحق" کہ حق ان پر کھُل چکا تھا۔ اس پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ باوجود اس کے کہ حق ان پر خوب واضح ہو چکا تھا انہوں نے ہلاکت کی راہ کیوں اختیار کی؟ فرمایا: حسد اس مسئلے کی کنجی ہے جب آپ اس پر غور کرتے ہیں تو یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ جب کسی دوسرے سے حسد شروع ہو جائے تو وہاں بُغض اور انتقام کا جذبہ اتنا غالب آجاتا ہے کہ اپنا نقصان کر کے بھی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اردو کا ایک محاورہ ہے:

شریکے کا دانہ سَر دُکھتے بھی کھانا

کہ شریکے کے رزق کو کم کرنے کے لئے کھانا ہے خواہ اپنے آپ کو ہضم نہ بھی ہو۔

فرمایا: دوسرے معنے ما تبیّن لھم الحق کے یہ ہوں گے کہ اِس لئے وہ ارتداد کا فتنہ شروع کرتے ہیں کہ وہ جان چکے ہوتے ہیں کہ اب زبردستی ہم نے ان کو نہ روکا تو یہ ضرور غالب آجائیں گے۔ اب ان کو دُنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی سوائے اس کے کہ تلوار کا جبر اختیار کیا جائے، حکومتوں کا جبر اختیار کیا جائے، ہر قسم کی دشمنی اور فتنہ وفساد کے ذریعہ ان کو روکنے کی کوشش کی جائے دلائل کے ذریعہ تو یہ لوگ بہرحال غالب آنے والے ہیں۔ فرمایا: اِس سب فتنہ کے پیچھے حسد کارفرما ہوتا ہے۔

فرمایا: فاعفوا واصفحوا میں مومن کی صفات کو کافر کی صفات سے کتنی نمایاں شان کے ساتھ الگ کر کے دکھا دیا۔ حسد کے مقابل پر مومن کو حسد کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ درگذر اور عفو کا طریق اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا: مومن کا کام بھلائیوں کے کام سے ہٹنا نہیں بلکہ ثابت قدم رہنا ہے۔ اگر اس کے قدم بھلائیوں کے میدان سے اُکھڑ گئے تو یہ اس کی شکست ہے۔ اگر وہ نیکیوں کے میدان میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو پھر دشمن کی شکست یقینی ہے کیونکہ پھر انسانی کوششوں کے ذریعہ دین کا غلبہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ اپنے اَمر کو غالب فرماتا ہے۔

فرمایا: یہ مضمون تو کھُلا کھُلا ہے لیکن مومنوں کی جماعت کے اندر بھی حسد کا حملہ شیطان کی طرف سے ہو رہا ہوتا ہے اور انسان بسا اوقات اس سے بے خبر ہوتا ہے اِس لئے حسد کا دوسرا

پہلو جو ہے اس سے جماعت کو بار بار متنبّہ کرنا ضروری ہے۔ یہ بہت ہی خطرناک زہر ہے جس سے اپنی سوسائٹی کو بچانے کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیئے۔ جتنی بھی معاشرے میں باہمی تعلقات میں جدائیاں پیدا کرنے والی حرکات ہیں ان کے پیچھے بسا اوقات حسد کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

فرمایا: حسد کی عمومی تصویر کے پیشِ نظر، جو قرآن کریم سے ہمیں ملتی ہے، مَیں جماعت کو متنبّہ کرتا ہوں کہ اگر وہ بیرونی حاسد سے بچنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اندرونی طور پر حسد کا قلع قمع کرے ورنہ کوئی جواز نہیں ہے کہ آپ خود حاسد ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کو حاسدوں سے بچائے۔ حاسدوں سے بچانے کی شرط یہ رکھ دی فاعفوا واصفحوا تم میں حسد کے بالمقابل صفات ہونی ضروری ہیں۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ تمہیں غلبہ عطا کرے گا۔ آج کے دَور میں جماعت پر پہلے سے بڑھ کر یہ ذمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حسد سے ہر رنگ میں بچیں اور ان محرکات کو اختیار کریں جو تقویٰ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قطعات

عبدالمنان ناہید

ہوئے خشمگیں آگ، پانی، ہوا
حوادث سے معمور صبح و مسا
یہ طوفاں، یہ سیلاب، یہ زلزلے
ہیں تفسیر رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا

٭

بربریّت، ظلم، استبداد، جبر
ہائے کِس طوفاں میں ہے اِنساں غریق
قتل و غارت، سازشیں، فتنے فساد
یاحفیظ و یاعزیز و یا رفیق

٭

ان آفات و آلام کے باوجود
بہت آئیں گے جاں نثار و رفیق
وفا ہوں گے وعدے خدا کے ضرور
وَیَاْتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

درس الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے ایم لٹ (آکسن))

(۱)

قرآن کریم نے تصریفِ آیات کے تحت متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں میں سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ سورہ تکویر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ (تکویر آیت ۳۰ تا ۳۲)

فرمایا: قرآن کریم ایسے رسول کے قلب پر نازل ہو کر اس کی زبان پر جاری ہوا ہے جو کریم ہے یعنی تمام انبیاء سے بڑھ کر اعلیٰ درجہ کا رسول ہے نیز بہت ہی عظمتوں والا اور انتہائی طور پر پاکیزگی رکھنے والا رسول ہے اور ایسا رسول ہے جس نے اپنی ذات میں تمام صفاتِ حسنہ کو کامل طور پر جمع کر لیا ہے۔

پھر فرمایا: وہ رسول ذُوْقُوَّةٍ ہے۔ یعنی اس کی روحانی اور اخلاقی استعدادیں اس کمال کو پہنچی ہوئی ہیں کہ انہوں نے اس کو ایک بے مثل باطنی قوّت عطا کر دی ہے۔ اس کی ہر صفتِ حسنہ اور ہر خُلق اور سیرت کا ہر پہلو لازماً طبائع پر غیر معمولی اثر چھوڑتا ہے، ان کو اپنا گرویدہ کر لیتا ہے اور بڑے سے بڑا دشمن بھی اُس کی اخلاقی اور رُوحانی قوّتوں کے آگے زیر ہو کر رہ جاتا ہے۔

پھر فرمایا: عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ یعنی یہ رسول اُس صاحبِ عرش خدا سے جو پاک اور ہر عیب سے منزّہ اور تمام صفاتِ حسنہ کا مالک کامل اِتّصال رکھتا ہے، اُس کے حضور اِس رسول کو ایک بے مثل اور انتہائی درجہ کا قُرب حاصل ہے اور ہر وہ صفتِ الٰہی جو کسی انسان میں مُنعکس ہو سکتی ہے کامل طور پر اس کی ذات میں منعکس ہو گئی ہے۔ پھر یہ رسول مطاع اور امین ہے یعنی اگر کوئی شخص

اعلیٰ تر اخلاقی قدروں کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور رُوحانی بلندیوں کے حصول کی آرزو اور تمنّا رکھتا ہے تو لازمًا اُسے اِس اور صرف اِس رسولؐ کا نمونہ پکڑنا ہوگا اور اس کو مطاع مان کر خود کو کامل مطیع بننا ہوگا کیونکہ یہی ایک رسول ہے جس کا وجود اخلاقی قدروں اور رُوحانی رفعتوں کے لئے معیار ہے۔ پھر یہ ایک ایسا رسول ہے جو خدا کی طرف سے ڈالی جانے والی ذمّہ داریوں کو ان کی تمام باریکیوں میں جاکر کامل طور پر پورا کرنے والا ہے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

" آسمان پر ہر ایک رُوح کے لئے ایک نقطہ ہوتا ہے اُس سے آگے وہ نہیں جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ نفسی عرش تھا اور رفیق اعلیٰ کے معنے بھی خدا ہی کے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی معزّز و مکرم نہیں "۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۳۶)

۲

صدق مومنین کی ایک ایسی بنیادی صفت ہے جو مومن اور کافر یا مومن اور منافق کے درمیان مابہ الامتیاز قائم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ (المائدہ آیت ۱۳۱)

یہ دن (یعنی وہ دن جس میں خدا کی کوئی خاص مشیّت دشمنوں کے خلاف اور مومنوں کے حق میں جاری ہو یا قیامت کا دن) ایسا دن ہے جس میں صادقوں کو اُن کی سچائی نفع دے گی اور ان کو ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے (ان کے صدق کی وجہ سے) راضی ہؤا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

" تَحَرَّوا الصِّدْقَ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَرْءَ لَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا "۔[۱]

یعنی صدق کی باریک در باریک راہوں کو تلاش کرتے رہو اور پھر صدق کو اس کی تمام باریکیوں

کے ساتھ اختیار کرو کیونکہ ایسا صدق کامل نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور ایسی نیکی خدا کی (رضا کی) جنتوں میں انسان کو داخل کر دیتی ہے۔ حق کا متلاشی انسان صدق کی باریک در باریک راہوں کی تلاش میں لگا رہتا ہے اور انہیں کامل طور پر اختیار کرنے میں کوشاں رہتا ہے یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ خدا کے حضور میں اس کا نام صدیق لکھا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کونسی باتیں ہیں جن سے ایک سچا مومن پہچانا جاتا ہے تو آپؐ نے جواب دیا:-

"بِوَقَارِهٖ وَلِينِ كَلَامِهٖ وَصِدْقِ حَدِيثِهٖ"

کہ سچا مومن بڑا باوقار ہوتا ہے اس کی گفتگو بہت نرم اور شستہ ہوتی ہے اور اس کا کلام دل پر اثر کر جاتا ہے اور وہ ہمیشہ صدق کے اعلیٰ مقام پر قائم رہتا ہے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نمونہ یہ تھا کہ آپؐ ابتداء ہی سے صدوق و امین یقین کئے جاتے تھے۔ آپؐ صدوق و امین تھے لیکن میں کہوں گا کہ آپؐ کا وجود صداقت و امانت اور تمام دوسری صفات حسنہ کا معیار تھا۔ صداقت نے اپنی رفعتیں آپؐ کے وجود میں حاصل کیں۔ جب نورِ محمدیؐ اس پر پڑا تو صدق کو اس کی لطافتیں اور رعنائیاں نصیب ہوئیں۔ یہی نورِ محمدیؐ تھا جس نے صدق کو، امانت کو، شجاعت کو، رحمت کو، صبر کو، دیانت کو، استقامت کو، سخاوت کو ان کا نکھار بخشا۔ آپؐ سے پہلے اِن صفات میں ایک ضعف پایا جاتا تھا اور انسان کے ذہن میں ان کا تصوّر ناقص تھا۔ لیکن جب یہی صفات آپؐ کی صفات بن کر آپؐ کی ذات میں جلوہ گر ہوئیں تو نورٌ علیٰ نور بن گئیں اور پتہ چلا کہ صدق کیا ہوتا ہے، شجاعت کس چیز کا نام ہے، عدل کیسے کیا جاتا ہے۔ محبّت، رحمت، رأفت اور سخاوت کیا ہوتی ہیں۔

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

" اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ تو خُلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اُس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے .... (پس) اِس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ اور شمائلِ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامّہ نفسِ محمدیؐ میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسے اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری

جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔"

(روحانی خزائن جلد اوّل (براہین احمدیہ) صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۵ حاشیہ در حاشیہ ۳)

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے تمام منکرین جن میں آپؐ پلے بڑھے حضورؐ کی صداقت کے گواہ تھے اور انتہائی دشمنی کے باوجود بھی ان کو آپؐ پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس ضمن میں دشمنوں کی تین گواہیاں میں نے اس موقع کے لئے انتخاب کی ہیں۔ جہاں تک صحابہ کرامؓ کا تعلق ہے ان کی گواہی کی ضرورت نہیں کیونکہ ان سب کا آپؐ کے قدموں میں آکر بیٹھنا اور ان کی بے مثل فدائیت نہ صرف آپؐ کی صداقت کی گواہ ہے بلکہ اس بات کی بھی گواہ ہے کہ آپؐ خُلقِ عظیم پر قائم تھے۔ تاہم میں نے آخر میں حضرت خذیمہؓ کی گواہی کا اس بارہ میں ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کی صداقت کا کس قدر گہرا اثر صحابہؓ کے دلوں پر تھا۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ... خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی صَعِدَ الصَّفَا فَہَتَفَ یَا صَبَاحَاہُ فَقَالُوْا مَنْ ھٰذَا فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْہِ فَقَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ ھٰذَا الْجَبَلِ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَیْكَ کَذِبًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ قَالَ اَبُوْ لَہَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِھٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ۔

(بخاری کتاب التفسیر زیر آیت تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ)

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (سورۃ شعراء کی آیت) وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ کہ تو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے صفا کی طرف روانہ ہوئے اور صفا پر چڑھ کر (عرب کے دستور کے مطابق) بلند آواز سے یا صباحاہ[1] (کہہ کر قریش کو پکارا جب اہلِ مکّہ کے کانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پڑی[2] تو انہوں نے کہا کہ (بظاہر تو کوئی خطرہ کی بات معلوم نہیں ہوتی)

یہ کون شخص ہے جو ہمیں بلاتا ہے (اور کیا بتانا چاہتا ہے۔ جب انہیں علم ہوا کہ حضورؐ انہیں بلا رہے ہیں اور کوئی اہم بات بتانا چاہتے ہیں) تو سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس وقت آپؐ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ بتاؤ تو سہی اگر مَیں تمہیں یہ (ناممکن) خبر دوں کہ (اس چھوٹی سی پہاڑی) صفا کے دامن سے نکل کر ایک شاہسواروں کا دستہ تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو (کیا تم اپنے علم اور عقل کو جھٹلا دو گے اور اس کے مقابل پر) میری بات مان جاؤ گے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ (اگر ایسی بات کوئی اور شخص ہمیں کہتا تو ہم کبھی نہ مانتے لیکن اے محمدؐ) مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا یعنی آپؐ ہم میں پلے بڑھے ہیں اور ہمارے لئے یہ بات آزمائی ہوئی ہے آپؐ کے ساتھ ہماری زندگی کا یہی تجربہ ہے کہ آپؐ کبھی غلط بات نہیں کرتے اس لئے آپؐ جو بات بھی کہیں گے ہم ضرور مانیں گے۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ مَیں خدائے واحد کی طرف سے ایک ڈرانے والا رسول بن کر آیا ہوں اور اگر تم شرک کو چھوڑ کر توحید کو اختیار نہیں کرو گے تو مَیں تمہیں متنبّہ کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب تمہارے سر پر منڈلا رہا ہے جو تمہیں ضرور پکڑے گا۔ اس پر ابولہب نے آپؐ کو کہا تَبًّا لَكَ یعنی (نعوذ باللہ) تجھ پر ہلاکت ہو کیا تُو نے یہی بات بتانے کے لئے ہمیں یہاں جمع کیا تھا۔ پھر وہ وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا (حضرت عباسؓ کہتے ہیں) اِس موقع پر سورۃ لہب نازل ہوئی۔

۲۔ دوسری گواہی نضر بن حارث کی ہے جو اسلام کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید دشمن تھا اور ان نو اشخاص میں سے تھا جنہوں نے حضورؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔ ایک دفعہ کفارِ مکّہ کو کسی نے یہ مشورہ دیا کہ حج کے موقع پر باہر سے آنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ بات بتائی جائے کہ نعوذ باللہ آپؐ جھوٹ بولتے ہیں۔ لکھا ہے اس وقت نضر بن حارث اُٹھا اور اس نے قریش کو مخاطب ہو کر کہا:

"قَدْ كَانَ مُحَمَّدٌ فِيكُمْ غُلَامًا حَدَثًا أَرْضَاكُمْ فِيكُمْ وَأَصْدَقَكُمْ حَدِيثًا وَأَعْظَمَكُمْ أَمَانَةً حَتَّى إِذَا رَأَيْتُمْ فِي صُدْغَيْهِ الشَّيْبَ وَجَاءَكُمْ بِمَا جَاءَكُمْ بِهِ قُلْتُمْ سَاحِرٌ لَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِسَاحِرٍ"

(الشفا قاضی عیاض ص۷۹)

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے درمیان پَل بڑھ کر جوان ہُوا اور وہ تمہیں تم سب میں سے زیادہ محبوب تھا اور تم سب میں سے سچّا تھا اسی حالت میں وہ اس عمر تک پہنچا کہ تم نے اس کی کنپٹیوں پر بڑھاپے کی سفیدی کو دیکھ لیا اور وہ پیغام تمہارے پاس لے آیا جو اس نے تمہیں دیا ہے تب تم نے کہنا شروع کر دیا

کہ وہ جھوٹا ہے نہیں ایسا نہیں۔ خدا کی قسم وہ جھوٹا نہیں (اور اس پر جھوٹ کی تہمت لگا کر تم خود اپنی رسوائی کراؤ گے کیونکہ تمہاری بات کوئی نہیں مانے گا)۔

۳۔ تیسری گواہی ابوجہل کی ہے۔

قِیْلَ "اَنَّ اَخْنَسَ ابْنَ شَرِیْكٍ لَقِیَ اَبَا جَهْلٍ یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ لَهٗ یَا اَبَا الْحِکَمِ لَیْسَ هُنَا غَیْرِیْ وَغَیْرُكَ یَسْمَعُ کَلَامَنَا تُخْبِرُنِیْ عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ هُوَ اَمْ کَاذِبٌ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا الصَّادِقٌ وَمَا کَذِبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ۔

(الشفا قاضی عیاض ص ۷۹)

جنگِ بدر کے دن اخنس بن شریک، ابوجہل سے ملا اور اس سے کہا ابوالحکم! اِس وقت تمہارے اور میرے سوا کوئی موجود نہیں جو ہماری بات سُن سکے اب مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارہ میں بتاؤ کہ کیا وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ اس پر ابوجہل نے جواب دیا کہ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً سچا ہے اور اس نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۴۔ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَةُ ابْنُ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ عَمَّهٗ وَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ اَعْرَابِیٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَقْضِیَهٗ ثَمَنَ فَرَسِهٖ فَاَسْرَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْیَ وَاَبْطَاَ الْاَعْرَابِیُّ فَطَفِقَ رِجَالٌ یَعْتَرِضُوْنَ الْاَعْرَابِیَّ فَیُسَاوِمُوْنَ بِالْفَرَسِ لَا یَشْعُرُوْنَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهٗ حَتّٰی زَادَ بَعْضُهُمُ الْاَعْرَابِیَّ فِی السَّوْمِ عَلٰی ثَمَنِ الْفَرَسِ الَّذِیْ ابْتَاعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَی الْاَعْرَابِیُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ کُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ فَابْتَعْهُ وَاِلَّا بِعْتُهٗ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ سَمِعَ نِدَاءَ الْاَعْرَابِیِّ فَقَالَ اَوَلَیْسَ قَدِ ابْتَعْتُهٗ مِنْكَ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ لَا وَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَلٰی قَدِ ابْتَعْتُهٗ مِنْكَ فَطَفِقَ النَّاسُ یَلُوْذُوْنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَعْرَابِیِّ وَهُمَا یُرَاجِعَانِ فَطَفِقَ الْاَعْرَابِیُّ یَقُوْلُ هَلُمَّ شَهِیْدًا یَشْهَدُ اَنِّیْ بَایَعْتُكَ فَمَنْ جَاءَ مِنَ

الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ وَيْلَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِيَقُوْلَ اِلَّا حَقًّا حَتّٰى جَاءَ خُزَيْمَةُ فَاسْتَمَعَ لِمُرَاجَعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُرَاجَعَةِ الْاَعْرَابِيِّ فَطَفِقَ الْاَعْرَابِيُّ يَقُوْلُ هَلُمَّ شَهِيْدًا يَشْهَدُ اَنِّيْ بَايَعْتُكَ قَالَ خُزَيْمَةُ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خُزَيْمَةَ فَقَالَ بِمَا تَشْهَدُ فَقَالَ بِتَصْدِيْقِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ۔

(مسند احمد بن حنبل مصری ج ۵ ص۲۱۵ حدیث خزیمۃ)

زہری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے عمار بن خزیمہ نے بتایا کہ ان کے چچا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے نے یہ بات بتائی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بدو سے ایک گھوڑے کا سودا کیا اور اُسے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے (میرے خیمہ میں) آؤ تاکہ مَیں اِس گھوڑے کی قیمت ادا کرکے تم سے یہ گھوڑا لے لوں پھر حضور بڑے تیز قدموں سے چل کر (اپنے خیمہ کی طرف) جانے لگے جس کی وجہ سے وہ بدو (حضور سے) پیچھے رہ گیا وہاں موجود لوگوں نے بدو کو آگھیرا اور چونکہ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ بدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ وہ گھوڑا فروخت کر چکا ہے وہ اس کو خریدنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قیمت لگانے لگے یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے اس قیمت سے بڑھ کر اس گھوڑے کے دام لگائے جتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھوڑے کو خریدا تھا (اس پر بدو کی نیّت خراب ہوگئی) اور اس نے بلند آواز سے آپؐ کو پکار کر کہا کہ اگر آپؐ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خریدلیں ورنہ مَیں اسے کسی اَور کے پاس فروخت کئے دیتا ہوں۔ جب حضورؐ نے بدو کا یہ شور سُنا تو آپؐ رُک گئے (اور اس کے پاس آکر) اُسے فرمایا کیا یہ حقیقت نہیں کہ مَیں تم سے یہ گھوڑا خرید چکا ہوں (پھر تم اسے کسی اَور کے پاس کیسے بیچ سکتے ہو) اس پر بدو نے جواب دیا کہ نہیں خدا کی قسم! اسے مَیں نے آپؐ کے پاس نہیں بیچا۔ اس پر اسے حضورؐ نے فرمایا "نہیں تم غلط کہتے ہو مَیں تم سے یہ گھوڑا خرید چکا ہوں"۔ حضورؐ کے ساتھ بدو کی اس تکرار کو سُن کر لوگ وہاں جمع ہونے لگے اور انہوں نے آپؐ کو اور بدو کو گھیرا میں لے لیا (چونکہ بدو جانتا تھا کہ حضورؐ کی بات کے مقابلہ میں اس کی بات نہیں مانی جائے گی اِس لئے اسے ایک اَور چال سُوجھی اس نے سوچا کہ جب اس قسم کے سودوں میں اختلاف ہوجائے اور فریقین میں سے کوئی بھی اپنی بات سے نہ

ہٹے تو معروف طریق یہی ہے کہ گواہ طلب کئے جائیں اور چونکہ اس سودا کے وقت موقع کا کوئی گواہ نہ تھا اِس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گواہ کا مطالبہ کرنا چاہیئے اِس طرح شاید بات بن جائے چنانچہ) وہ شور مچانے لگا کہ اچھا اگر آپ سے یہ سودا واقعی ہؤا ہے تو آپ کوئی موقع کا گواہ پیش کریں جو یہ گواہی دے کہ مَیں یہ گھوڑا آپ کے پاس فروخت کر چکا ہوں۔ اس پر ہجوم میں جو مسلمان پہنچے ہوئے تھے انہوں نے اس بدو سے کہا تیرا بُرا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمیشہ سچّی بات کہتے ہیں راوی کہتے ہیں کہ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ حضرت خزیمہؓ بھی وہاں آپہنچے اور انہوں نے بھی بدو کو حضورؐ سے تکرار کرتے ہوئے سُنا۔ جب بدو کی نظر حضرت خزیمہؓ پر پڑی تو اس نے پھر اپنی بات کو دُہراتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کوئی گواہ لائیں جو یہ گواہی دے کہ یہ گھوڑا مَیں آپؐ کے پاس فروخت کر چکا ہوں۔ (حضرت خزیمہؓ بدو کی چال تاڑ گئے اور جھٹ سے) اسے جواب دیا کہ تُو گواہ طلب کرتا ہے تو سُن مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تُو یہ گھوڑا آنحضورؐ کے پاس فروخت کر چکا ہے (اس پر بدو خاموش ہو گیا) تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خزیمہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خزیمہ تم تو موقع پر موجود نہیں تھے تم نے کِس بناء پر گواہی دی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپؐ غلط کہتے ہوں میرے لئے تو آپؐ کا کہنا ہی کافی ہے آپؐ کی بات سے بڑھ کر گواہی کی بنیاد اور کونسی ہو سکتی ہے۔ آنکھ غلطی کھا سکتی ہے، کان غلط سُن سکتے ہیں لیکن آپؐ کی بات غلط نہیں ہو سکتی جب آپؐ فرماتے ہیں تو یقیناً مَیں اِس بات پر گواہ ہوں کہ واقعہ وہی ہے جیسا آپؐ نے فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت خزیمہؓ کی اِس بات کو سُن کر آئندہ کے لئے ان کی گواہی کو دُو مومنوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

اللّٰھمّ صَلِّ علٰی محمّدٍ و بارك وسلّم

نوٹس: [1] ان آیات کا تفسیری ترجمہ ہے۔ [2] بحوالہ نھایۃ الادب فی فنون الادب جلد ۳ صـ ۲۳۶۔ ابو داؤد میں یہی حدیث 'تحرّوا الصدق' سے شروع ہونے کی بجائے 'وعلیکم بالصّدق' سے شروع ہوتی ہے (سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الکذب)۔ [3] عربوں کا یہ طریق تھا کہ جب کسی خطرہ یا کسی اور اہم امر کی اطلاع بستی والوں کو دینی ہوتی تو ان میں سے کوئی شخص اُونچی جگہ پر چڑھ کر "یا صباحاہ" یعنی وائے صبح کی مصیبت کی آواز بلند کرتا تھا اور اس آواز پر بستی کے لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو جایا کرتے تھے۔ [4] احادیث کے ترجمہ میں متن کی وضاحت کے لئے جو تشریحی الفاظ یا فقرے لکھے ہیں ان کو بریکٹ میں دے دیا ہے۔

یادِ حق آمد غذا ایں رُوح را
مرہم آمد ایں دلِ مجروح را

(مکرم غلام رسول صاحب اعوان۔ ڈیرہ غازی خان)

خدا تعالیٰ کے ذکر میں بہت برکات ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو دل یادِ الٰہی سے غافل ہے وہ مثل مُردہ کے ہے۔ چراغ کو تیل سے روشنی ملتی ہے اور دل یادِ الٰہی سے منور ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ دل ایک چراغ کی مانند ہے جو سینہ کے طاقچہ میں رکھا ہے۔ اس کا تیل محبتِ الٰہی ہے۔ جب خدا کی یاد دل میں موجزن ہوتی ہے تو بندے کا تعلق اپنے مولا سے جُڑ جاتا ہے تو اس رشتہ سے دل میں روشنی پیدا ہونے لگتی ہے۔ محبت کا تیل تعلق کے ذریعہ سے نور بن کر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نُور السمٰوٰت والارض ہے۔ جب نور سے رشتہ جُڑ جاتا ہے تو نور ہی ملتا ہے اور جب دل نورِ الٰہی سے فیضیاب ہو جاتا ہے تو رحمت اس کا طواف کرنے لگتی ہے اور ساتھ ہی اُس خاک کے پُتلے کا طواف بھی کرتی ہے جس کے اندر دل رکھا ہوتا ہے۔ اور جب دل نورِ الٰہی سے روشن ہو جاتا ہے تو جمالِ یار سے پردے اُٹھنا شروع ہو جاتے ہیں اور بندہ وصالِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہ راز انبیاء اور سلفِ صالحین سے پوچھو کہ وصالِ یار سے کیسے مست ہوئے۔ یہ محبت ہی تھی جس نے اُن کے دلوں کو فروزاں کیا۔ محبت ہی نہ ہو اور نہ محبوب کی یاد کبھی آوے تو شعلہ بن کر فروزاں کون ہوگا اور زندگی کی راہوں میں نور کون پھیلائے گا۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہوگا یعنی جو بندہ اِس دُنیا میں اپنے ربّ کے نور سے حصّہ نہیں لے سکا وہ آخرت میں بھی اپنے مالک کے دیدار سے بے نصیب ہوگا۔ پس دل کو یادِ خدا سے زندگی ملتی ہے اور قلب اُس کے ذکر سے ہی اطمینان پاتا ہے ؎

یادِ حق آمد غذا ایں رُوح را ❊ مرہم آمد ایں دلِ مجروح را

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصاراللہ ربوہ

احسان ۱۳۶۵ ہش

جون ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا۔

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۳۷

فہرست

جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۶

شرح چندہ

پاکستان	——————	بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک:	پندرہ ڈالر ″
جزائر فجی	″ بحری ″ :	آٹھ ″ ″
دیگر ممالک	″ ہوائی ″ :	چھ پونڈ ″
	″ بحری ″ :	تین ″ ″

قیمت فی پرچہ: دو روپے

یہ بالکل سچ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اطمینانِ قلب کے لئے ذکر اللہ کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگ عبث دوسری چیزوں میں سکونِ قلب ڈھونڈتے ہیں۔ دیکھو دُنیا میں اِس وقت کتنا کرب اور بے چینی ہے۔ امن اور اطمینان اُٹھ گیا ہے۔ بنی نوع انسان ہراساں ہے کہ کہاں تسلّی پائے لیکن سکون اُس سے روک لیا گیا ہے۔ بظاہر دُنیا کی کونسی ایسی شئے ہے جو انسان کو حاصل نہیں۔ ہر ایک چیز پہ انسان کا تصرّف ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ دُنیا جنّت کا نمونہ ہوتی لیکن یہی دُنیا دوزخ کا نمونہ بن رہی ہے۔ امن اور اطمینان اُٹھ گیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھُول گیا ہے۔ دُنیا کی ہر چیز کی معرفت اسے حاصل ہے لیکن وہ اپنے پیدا کرنے والے کی معرفت حاصل نہیں کر سکا۔ دُنیا میں ہر جگہ اس کی جلوہ گری ہے۔ دُنیا میں جو حُسن پایا جاتا ہے اُس کے حُسن کا پرتَو ہی تو ہے ؎

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے　٭　ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

لیکن اُسے اس کا جلوہ نظر نہیں آیا۔ اسے پہچان نہیں سکا۔ وہ خدا کو بھُول چکا ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی اُسے بھُلا دیا ہے۔ ”نسوا اللّٰہ فانسٰھم انفسھم“ یہی وجہ ہے کہ وہ کشمکشِ حیات میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہے۔ اُسے اپنے رب کی نصرت حاصل نہیں۔ وہ فسق و فجور اور لہو و لعب میں گرفتار ہو کر خدا سے دُور چلا گیا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ گناہ ایک حجاب ہے۔ دُوری ہے۔ بندہ کا خدا سے بچھڑ جانے کا نام ہے۔ پس جو دل خدا کی یاد سے غافل ہے وہ کب اطمینان پا سکتا ہے۔ رُوح ایک غیر فانی چیز ہے فانی لذّات سے مطمئن نہیں ہوتی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی معرفت سے اطمینان پائے گی۔ رُوح کو اللہ تعالیٰ نے اپنے امر سے بنایا ہے اور وہی اس کی حقیقت کو جانتا ہے کہ یہ کیسے خوش رہ سکتی ہے۔ اَزل سے اُس نے اپنے ربّ کی محبّت کا اقرار کیا تھا۔ پس وہ اپنے پَیدا کرنے والے سے طبعی طور پر محبّت کرتی ہے چونکہ اُس پر جُدائی گراں ہے اِس لئے اس کی تلاش میں مُضطرب رہتی ہے۔

اِس امر کو ایک اَور طریق سے بھی سمجھا جا سکتا ہے وہ یُوں کہ قُطب نما کی سُوئی ہمیشہ اپنے مرکز یعنی شمال کی طرف رہتی ہے۔ اگر اس کا رُخ کسی اَور طرف کر دیا جائے تو تڑپتی ہے اور اضطراب دکھاتی ہے اسی طرح انسانی رُوح بھی اپنے ربّ کے ساتھ سکون پکڑتی ہے اور اگر اُس کا رُخ کسی اَور طرف کر دیا جائے تو یہ بھی مُضطرب رہتی ہے اور اپنے قالب کو پریشان کرتی رہتی ہے۔ پس رُوح کو اللہ تعالیٰ کے اتّصال سے سکون ملتا ہے۔ جو لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ انہیں اطمینان نصیب نہیں انہوں نے دراصل بعض مخفی یا علانیہ معصیّتوں کی وجہ سے اپنے ربّ سے رشتہ کاٹ لیا ہوتا ہے اِس لئے ان کی رُوح مُضطرب اور بیقرار رہتی ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنے مولا کو یاد کرتا ہے تو اس میں ایک رُوحِ ناطق بھر دی جاتی ہے جو بندہ کی پکار کا جواب دیتی ہے۔ یہ بات " اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ " سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ کی ایک مرتبہ کی پکار کا دس مرتبہ جواب ملتا ہے۔ چونکہ درمیان میں پردہ ہے اِس لئے ہم اُس کا جواب نہیں سُن سکتے۔ اور یہ پردہ اُس وقت اُٹھتا ہے جب بندہ عشق و محبّت میں ترقی کرتے کرتے عین الیقین اور حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے تب وہ اپنی پکار کا جواب سُنتا ہے۔ مثنوی میں مولانا رومی نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص رات کو اللہ اللہ کر رہا تھا شیطان نے دیکھا تو اسے کہا ارے بیوقوف چُپ کر کب تک یہ بکواس کرتا رہے گا تُونے جو اللہ اللہ کی رٹ لگائی ہے کبھی ادھر سے جواب بھی پایا ہے۔ جب وہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی تو اِس رونی صورت سے کب تک اللہ اللہ کرتا رہے گا۔ وہ شخص شیطان کی بات سُن کر سخت دل شکستہ ہؤا اور ذکر بند کر دیا۔ کئی دن بعد خواب میں دیکھا کہ حضرت خضر تشریف رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ ارے۔ تُونے ذکر کیوں چھوڑ دیا۔ کیا اس ذکر سے پشیمان ہو گیا۔ اُس نے جواب دیا ہاں! مجھے اِس کا جواب نہیں ملتا اِس لئے فکرمند ہوں کہ کہیں بارگاہ کا دروازہ مجھ پر بند تو نہیں ہو گیا۔ حضرت خضر نے فرمایا مجھ سے خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ تجھے کہہ دوں کہ اے فریب خوردہ انسان! تُو جو اللہ اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ ہماری صدائے لبّیک ہی تو ہے اور وہ عجز اور سوز جو تیرے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ ہمارا فرستادہ ہی تو ہے۔ کیا مَیں نے تجھے اس کام پر نہیں لگایا۔ کیا مَیں نے تجھے اس ذکر میں مشغول نہیں رکھا۔ تیرا خوفِ خدا اور عشقِ الٰہی ہماری عنایت کی کمند ہی تو ہے اور تُو جو بار بار یا ربّ یا ربّ کہتا ہے تو ہر یا ربّ میں اَن گنت لبّیک کی آوازیں چھپی ہوتی ہیں۔ چونکہ درمیان میں پردہ ہے اِس لئے تُو بے خبر ہے۔

پس یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے یاد کرنے والے کے پاس ہوتا ہے اور جب تک وہ یادِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے وہ اس کی رحمت اور مغفرت سے حصّہ پاتا رہتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنے ربّ سے کہا خدایا! مَیں تیری پیاری آواز تو سُنتا ہوں مگر تُو مجھے نظر نہیں آتا۔ مجھے بتا کہ تُو رہتا کہاں ہے۔ اگر دُور رہتا ہے تو زور سے پکاروں اگر نزدیک رہتا ہے تو آہستہ سے پکارا کروں۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا موسٰی! جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو اُس وقت مَیں اُس کے پاس بیٹھا ہؤا ہوتا ہوں۔ اُس کی پکار کو سُنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو بندہ اپنے ربّ سے محبّت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اس کے اعضاء بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے سُنتا ہے یا کام کرتا ہے صوفیاء کرام ذکر اللہ کی محفلیں سجاتے تھے اور اپنے عقیدت مندوں کو اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اور یہ سچ ہے کہ

یادِ حق رُوح کی غذا ہے۔ دل اسی سے زندہ رہتا ہے۔ اور جو دل خدا کی یاد سے غافل ہے وہ مُردہ ہے اور جب دل مَرگیا تو باقی کیا رہا۔ حضرت مصلح موعود کی یہ نصیحت کہ ؎

عادتِ ذکر ہی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں ٭ دِل میں ہو یادِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

ہمیں نہیں بھولنا چاہیئے۔ ذکر کی عادت ڈالنا خدا تعالیٰ کی محبّت کو کھینچتا ہے اور جب وہ ذات بندہ سے محبّت کرنے لگے تو وہ نفس اس کی رضا کی جنّت میں داخل ہو گیا۔ فائز المرام ہو گیا۔ سب سے بہترین ذکر اور تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ہے اسے کثرت سے پڑھو اور اس کی رحمتوں اور برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر لو۔

وقفِ جدید

ناظمینِ اضلاع صاحبان اور زعماء کرام انصاراللہ درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں:۔

۱۔ فہرست وعدہ جات وقفِ جدید میں سَو فیصد انصار کو شامل کریں۔

۲۔ بجٹ کے مطابق تدریجی وصولی چندہ وقفِ جدید کرتے رہیں۔

۳۔ ہر ضلع میں سے کم از کم دو معلّمین وقفِ جدید کے لئے بھجوائے جائیں۔

۴۔ ڈسپنسر، استاد اور تاجر احباب وقفِ عارضی برائے سندھ کے لئے اپنے نام پیش کریں اور اپنے مقررہ ایّام میں وقفِ عارضی کریں اور اپنی رپورٹ سے مرکز کو مطلع فرمائیں۔

۵۔ سندھ کے زمیندار احباب بھی وقفِ عارضی کے تحت کم از کم دو ہفتے نگرپارکر سندھ کے علاقہ میں گذاریں۔

ناظمین اضلاع کرام مندرجہ بالا امور کی رپورٹ مرکز کو ارسال فرمائیں۔ (قائد وقفِ جدید مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ)

گمشدگی رسید بُک

مجلس انصاراللہ مغلپورہ لاہور کی رسید بُک نمبر ۲۶۷۱ کہیں گُم ہو گئی ہے اگر کسی دوست کو ملے تو براہِ کرم دفتر انصاراللہ مرکزیہ ربوہ یا احمدیہ بیت الحمد مین بازار گنج مغلپورہ لاہور بھجوا کر ممنون فرمائیں نیز اس رسید بُک پر کوئی دوست چندہ ادا نہ کریں۔

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

اِنصاف تیرے ہاتھ ہے اے ربِّ کائنات

——نتیجۂ فکر جنابِ سیّد سلیم شاہجہانپوری——

ہاں اِس طرف بھی اے نگہ لطف یار دیکھ
ہم کر رہے ہیں کب سے ترا انتظار دیکھ

ہوتی نہیں یہ چشم کبھی اشکبار دیکھ
تُو میرا ضبط دیکھ مرا حالِ زار دیکھ

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
اہلِ چمن فراق میں ہیں دِلفگار دیکھ

سبزے میں وہ لہک ہے نہ پھُولوں میں وہ مہک
ہر گوشۂ چمن میں خزاں کی بہار دیکھ

نالے ہیں عندلیبِ چمن کی زبان پر
گلشن میں آج زاغ و زغن کی پکار دیکھ

اِنصاف تیرے ہاتھ ہے اے ربِّ کائنات
دُشمن کی سرکشی پہ مِرا اِنکسار دیکھ

دُنیا ہوئی ہے خون کی پیاسی مِرے کریم
اب کوئی بھی نہیں ہے مِرا غمگسار دیکھ

سچ بولنا گناہِ کبیرہ ہے اِن دنوں
تُو مجھ پہ جبر دیکھ مِرا اختیار دیکھ

ہر روز ایک صدمۂ تازہ ہے جانگداز
اِس قلبِ سوگوار کا صبر و قرار دیکھ

لغزش کا ہو گماں مِرے پائے ثبات پر
اِس درجہ ہو نہ جائے کہیں حال زار دیکھ

دامانِ صبر چھوڑ نہ بیٹھے دلِ حزیں
اَپنوں پہ بھی نہیں ہے مجھے اعتبار دیکھ

خود ہو نہ جاؤں اپنی نظر میں ذلیل و خوار
دُشمن نے کر دیا ہے مجھے اِتنا خوار دیکھ

مَولا مجھے سکون کی دَولت نصیب ہو
میری طرح نہیں ہے کوئی بیقرار دیکھ

اُذْکُرُوا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْر

حضرت چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں مرحوم

حضرت چوہدری بشیر احمد صاحب آف ماڈل ٹاؤن لاہور اُن خوش نصیبوں میں سے تھے جن کو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ چوہدری صاحب مرحوم غالباً ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے اور ان کی شادی ۱۹۲۰ء میں ہوئی۔ تھوڑے عرصہ بعد ان کی اہلیہ بھی چوہدری صاحب مرحوم کے اخلاق سے متأثر ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئیں۔ میاں بیوی نے ایک نہایت ہی کامیاب زندگی گذاری اور کئی جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت چوہدری صاحب کا معمول تھا کہ جب گھر پر ہوتے سوائے مجبوری کے تمام موجود اہلِ خانہ کو ساتھ لیتے اور نماز پڑھنے کے لئے بیت الذکر میں پہنچ جاتے۔ جس کسی نے بھی چوہدری صاحب مرحوم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے وہ اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان کے نماز ادا کرنے میں انتہائی فروتنی اور انکساری تھی اور جس خشوع و خضوع سے وہ نماز ادا کرتے تھے اس کا ساتھ بیٹھنے والے انسان پر بھی اثر ہوتا تھا۔

چوہدری صاحب مرحوم بہت سی اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ جماعتی نظام، دینی تعلیم اور اخلاقی اقدار کے سختی سے پابند تھے۔ خلافتِ احمدیہ سے انتہا درجہ کی محبّت اور لگاؤ تھا۔ سلسلہ کے مربّیان اور عہدہ داران سے انتہائی عزّت و احترام سے پیش آتے تھے۔ طبیعت میں حد درجہ کی انکساری اور فروتنی تھی۔ ایثار و قربانی کا عمل ارشادِ خداوندی کے عین مطابق خفیہ اور اعلانیہ ساری عمر بجا لاتے رہے۔ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے پرانے ساتھی تھے اور عمر بھر ان کے ساتھ یک جان دو قالب کی طرح رہے۔ ان کی بزرگی، عظمت اور مقام کی وجہ سے دونوں خاندانوں کے افراد چوہدری صاحب مرحوم سے عزّت و احترام سے پیش آتے تھے۔

چوہدری صاحب مرحوم کی زندگی سے جو لوگ فیضیاب ہو رہے تھے ان کی دعاؤں سے وہ سب اب محروم ہو گئے۔

احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کے خاندان کے ہر فرد کو ان کی توقعات سے بڑھ کر خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ان کی رُوح کو اگلے جہان میں تسکین حاصل ہو سکے اور مرحوم کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین

(محمد خالد گورایہ ۔ نائیجیریا)

عبدالمجید خان آف ویرووال مرحوم

ویرووال افغاناں جب ہماری آنکھ کُھلی تبلیغ کا گہوارہ تھا۔ ابّا جان کو دعوت الی اللہ کا ایک شوق تھا، ایک دُھن تھی، ایک لگن تھی، ایک ذوق تھا، ایک جنون تھا، دُنیا و مافیہا سے بے نیاز نہ تھے۔

ابتلاء کے ایّام میں ابّا جان یہ شعر بھی پڑھتے ؎

ہے مشقِ سخن جاری، چکّی کی مشقّت بھی
اِک طُرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی

آپ تبرّکات واسکٹ اور کُلاہ سے تبرّک حاصل کرتے۔ نمازِ تہجّد ادا کرتے۔ آپ کو مغربی اقوام کے ظاہری و باطنی تفاوت سے نفور تھا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جب باغ ۴۵ ضلع لائلپور تشریف لائے ابّا جان وہاں موجود تھے۔ ۱۹۸۲ء کے جلسہ میں شمولیت کے لئے جب خاکسار ربوہ حاضر ہوُا ابّا جان نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا کس طرح؟ کہنے لگے: نور کی صورت میں!

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ان کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اولاد کی اچھی تربیت کی ہے۔

ابّا جان عیب جینی سے سخت ممانعت فرماتے۔ اپنی اولاد کو آوارہ لڑکوں سے کھیلنے نہ دیتے۔ بچّہ کی کسی نامناسب حرکت پہ اس کی فوری تادیب کے قائل تھے۔ زبان کی نامناسب سخت گیری سے منع فرماتے۔ سکول میں باقاعدہ حاضری کی تلقین کرتے۔

آپ کے چہرہ پہ نشان واقعہ سمندری کی یادگار تھا۔ جماعت کے خلاف ہنگامے ہوئے۔ خدا کے گھر کو جلایا گیا۔ جلوس نکلا۔ آپ زخمی ہوئے۔ ایک جلوس کے موقع پر خاکسار بھی ابّا جان کے ساتھ تھا۔ سمندری (لائلپور) کے علاوہ باندھی (سندھ) میں خدا کے گھر کی تعمیر کا آپ کو موقع ملا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ابّا جان سے فرمایا کہ ہم آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو سیر کروایا کرتے تھے۔

اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے یہ بھی تو فرمایا:

خان صاحب دا پیار نہیں جانا

یعنی ابّا جان ہر حال میں حُبِّ خلفاء سے معمور رہتے۔

آپ کی وفات سے دل کی ایک دُنیا ختم ہو گئی ہے۔ ایک قیامت بپا ہو گئی ہے۔ ایک سہارا ٹوٹ گیا ہے۔ ایک ناصح سے محروم ہو گیا ہوں۔ ایک ممیز، ایک فیصلہ کُن کی فراست چھن گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(امین اللہ خان سالک)

محترم الحاج صدر الدین یحییٰ پنتوہ صاحب مرحوم

برادرم محترم یحییٰ پنتوہ صاحب مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۶ء بروز اتوار بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی کی اجازت سے ۲۵ اپریل ۱۹۸۶ء کو بیتِ اقصیٰ میں ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

آپ کا پورا نام الحاج صدر الدین یحییٰ پنتوہ تھا۔ اغلباً ۳۳-۱۹۳۲ء میں حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے آپ پنتوہ خاندان سے نسبت رکھتے تھے جو شمالی سلیبس میں آباد ہے۔ آپ قادیان بھی تشریف لائے اور ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۲ء قادیان میں دینی تعلیم حاصل کی۔ انڈونیشیا واپس تشریف لے جانے پر آپ وزارتِ امورِ خارجہ میں کام کرتے رہے۔ پہلے ہندوستان کے شہر بمبئی میں بطور کونسلر جنرل آف انڈونیشیا مقرر ہوئے اور تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۵ء کراچی میں انڈونیشیا کے کونسل جنرل کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بالترتیب کابل اور پولینڈ میں بھی اسی جلیل القدر عہدے پر فائز رہے۔

جماعتِ احمدیہ کی مرکزی مجلسِ عاملہ میں لمبے عرصہ تک سیکرٹری امور خارجہ رہے۔ ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۳ء رسالہ "سنہار اسلام" کے ایڈیٹر رہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ گہری عقیدت رکھتے تھے۔ مخلص، سادہ طبیعت کے مالک، عبادت گذار، متواضع اور سلسلہ کا درد رکھنے والے وجود تھے۔

درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں مقامِ خاص سے نوازے اور پسماندگان کو جن میں اہلیہ، چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر آن ان کا حافظ و ناصر ہو۔

(مرسلہ وکالتِ تبشیر ربوہ)

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ سیٹھ فاضل الدین صاحب حیدرآباد دکن

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ سرطان کی وجہ سے ۳۱۔ دسمبر ۱۹۸۵ء کو سروسز ہسپتال لاہور میں وفات پا گئیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی کی سب سے بڑی دختر تھیں اور کچھ عرصہ قبل ہی سکندر آباد سے کراچی اور لاہور تشریف لائی تھیں۔ مرحومہ نہایت نیک، صابرہ و شاکرہ، ملنسار، تہجّد گذار اور خدا ترس خاتون تھیں۔ خاندان مسیح موعود سے حد درجہ محبّت تھی۔ اپنے والد صاحب محترم کی صفات سے کافی حصّہ پایا تھا۔ مرحومہ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی رہیں۔ مہمان نوازی اور وضعداری میں خاص درجہ کی حامل تھیں۔

درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(مرسلہ زینب حسن صاحبہ زوجہ محترم محمود الحسن صاحب لاہور چھاؤنی)

محترم حاجی سیّد شرافت حسین صاحب مرحوم

ہمارے والد محترم حاجی سیّد شرافت حسین صاحب ولد میر مہدی حسن صاحب مرحوم مالک نیو احمدیہ فرنیچر سٹور کراچی حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے بروز منگل ۱۱ فروری ۱۹۸۶ء بوقت ۲½ بجے سہ پہر مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دہلی کے انتہائی معزّز اور مخلص احمدی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ تمام عمر انتہائی محبّت اور جذبہ کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کی اور جماعت کے لئے کبھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

احبابِ کرام سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین۔

(سیّد حفاظت حسین زیدی۔ ناظم آباد کراچی)

محترم ملک سعد اللہ خان صاحب مرحوم

میرے خسر محترم سعد اللہ خاں صاحب مرحوم مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء کو اچانک وفات پا گئے۔ وفات کے روز مرحوم نے نمازِ فجر پڑھائی اور درس سننے کے بعد گھر تشریف لائے اور اچانک برآمدہ میں گر پڑے اور موقع پر ہی ان کی وفات ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ بے حد نیک سیرت متقی اور پرہیزگار تھے۔ باقاعدگی سے نماز تہجّد ادا کرتے اور پانچوں نمازیں بیتِ احمد میں جا کر باجماعت ادا کرتے بلکہ آپ امام الصلوٰۃ بھی تھے۔ عمر کے آخری حصّہ میں قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت پائی۔ مَیں نے ان کو جب بھی دیکھا پیدل ہوں یا سائیکل پر یا سفر میں ہمیشہ قرآن پاک حفظ کرتے دیکھا۔

آپ ایک خاصا لمبا عرصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور پھر ربوہ میں بطور سینئر ٹیچر خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ کا پڑھانے کا انداز بے حد منفرد اور دلچسپ تھا۔ آپ بڑی محنت اور توجہ سے پڑھاتے اور یہ سلسلہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی بھی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

آپ نہ صرف خود نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے بلکہ اپنی اولاد سے بھی اس کی توقع کرتے تھے اور کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کرتے تھے کہ نماز کے وقت ان کا کوئی بیٹا یا داماد گھر بیٹھا رہے۔

سلسلہ کے کاموں میں بڑے شوق سے حصّہ لیتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ تک محلہ کے صدر رہے اور سیکرٹری مال بھی رہے اور اپنے فرائض کو بے حد احسن رنگ میں پورا کرنے کی توفیق پائی۔ چندوں کے معاملہ میں ہر قسم کی تحریک میں حصّہ لیتے اور وعدہ جات کی بروقت ادائیگی کرتے۔

ان کی اچانک وفات سب کے لئے بے حد صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(عزیز احمد طاہر ایم۔ اے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

مکرم عاشق محمد خان صاحب مرحوم

خاکسار کے بڑے چچازاد بھائی مکرم عاشق محمد خان صاحب ابن مکرم محمد نواب خان صاحب آف لودھراں ضلع ملتان بعمر ۷۵ سال مورخہ ۲۷/۱/۸۶ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحوم پیدائشی احمدی اور اُس خاندان سے منسلک تھے جنہوں نے اِس علاقہ میں سب سے پہلے احمدیت کو قبول کیا۔ آپ نہایت مخلص اور سلسلہ کے غیور فدائی تھے۔ ایک لمبا عرصہ آپ کو مقامی جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کی زندگی سلسلہ کے مظہرِ ثانی کی دعاؤں سے عبارت تھی۔ مرحوم بفضلہٖ تعالیٰ کثیر العیال تھے۔ اپنی محدود آمدنی میں اپنے بچّوں کی کماحقہٗ تربیت کی۔ خاکسار کو بھی ایک عرصہ ان کی خدمت کا موقع ملا۔ احباب سے استدعا ہے کہ میرے اس مرحوم بھائی کی مغفرت، بلندئ درجات اور پسماندگان کیلئے صبرِ جمیل کی دعا کریں۔ (محمد منظور احمد خان ایاز گنج مغلپورہ لاہور)

مجالسِ انصاراللہ غانا کا عظیم الشان سالانہ اجتماع

مجالسِ انصاراللہ غانا کے مقامی سیکرٹری محترم یعقوب سلیمان صاحب نے غانا کی مجالس انصاراللہ کے مقامی اجتماع کی خوشکن رپورٹ بھجوائی ہے۔ یہ اجتماع علاقہ برانگ اہافو میں ٹیچیمان کے مقام پر مورخہ ۲۵، ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو منعقد ہوا۔

۲۵ اکتوبر کو مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں وہاں کی عاملہ کے ناظمین اور سیکرٹریان شامل ہوئے۔ یہ اجلاس صبح سات بجے سے آٹھ بجے تک جاری رہا جس میں رپورٹس، مالی قربانی اور انصاراللہ کے لائحہ عمل کے بارہ میں تجاویز پیش ہوئیں۔ اسی روز انصار نے ٹیچیمان کی شاہراہ پر سفید کپڑوں میں ملبوس جلوس کی شکل میں مارچ کیا۔ اس مارچ سے قبل محترم مولانا عبدالوہاب آدم صاحب نے جو کہ وہاں کے امیر اور مشنری انچارج ہیں دعا کرائی۔ یہ جلوس کاروں، موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں پر نکالا گیا۔

یہ بات بطور خاص قابلِ ذکر ہے کہ ٹیچیمان مارکیٹ غانا میں جمعہ کے روز مصروف ترین اور سب سے بڑی تجارتی مارکیٹ ہوتی ہے اور اس میں سے جلوس کی شکل میں گزرنے کے لئے اجازت دینے سے مقامی پولیس کو خوف آرہا تھا کیونکہ یہ مارکیٹ عام حالات میں بھی گاڑیوں بسوں وغیرہ سے بھری رہتی ہے لیکن یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جب ہمارا جلوس وہاں پہنچا تو عام گاڑیاں سڑک کی اطراف پر قطاروں میں کھڑی تھیں اور سڑک بالکل خالی تھی۔

لوگ سڑکوں کی اطراف پر کھڑی گاڑیوں کی چھتوں، گھروں کی چھتوں پر سے اس جلوس کا نظارہ کر رہے تھے۔ اور یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ پیراماؤنٹ چیف اور اس کے دوسرے چیفس بھی اپنے شاندار محلات سے باہر آگئے اور انصاراللہ کے اس جلوس کو مرحبا کہا۔

جب یہ جلوس واپس کانفرنس کے گراؤنڈوں میں پہنچا تو نائب صدر، امیر اور مشنری انچارج محترم عبدالوہاب آدم صاحب نے اس دن کے اجلاس کی کارروائی کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ دوسرے دن انصار کی حاضری ۷۷۴ تھی۔ اس کے علاوہ خدام اور لجنہ کی ممبرات بھی بطور زائرین شامل ہوئیں۔

آج کے افتتاحی خطاب میں نائب صدر محترم عبدالوہاب آدم صاحب نے تعلیم پر زور دیا اور اس میں

اِبتلاء مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے

ایمانِ کامل کا مزا ہمّ و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"مَیں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے واسطے قسم قسم کے ابتلاء اور مشکلات پیش آئیں گے لیکن مَیں کیا کروں یہ ابتلاء نئے نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی اس کی طرف جاتا ہے تو اُس کے واسطے ضرور ہے کہ ابتلاؤں میں سے ہو کر گذرے۔ دُنیا اور اس کے رشتے عارضی اور فانی ہیں مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تو ہمیشہ کے لئے معاملہ پڑتا ہے پھر اس سے آدمی کیوں بگاڑے؟ دیکھو صحابہؓ کو کچھ تھوڑے ابتلاء پیش آئے تھے۔ ان کو اپنا وطن، مال و دولت، اپنے عزیز رشتہ دار سب چھوڑنے پڑے لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں ان چیزوں کو مَری ہوئی مکھی کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ خدا تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ پر خدا تعالیٰ نے بھی ان کی کس قدر قدر کی۔ اس سے وہ خسارہ میں نہیں رہے بلکہ دُنیا و آخرت میں انہوں نے وہ فائدہ پایا جو اس کے بغیر انہیں مل سکتا ہی نہیں تھا۔ اِس لئے اگر کوئی ابتلاء آوے تو گھبرانا نہیں چاہیئے ابتلاء مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ اس وقت رُوح میں عجز و نیاز اور دل میں ایک سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے آستانہ پر پانی کی طرح گداز ہو کر بہتا ہے۔ ایمانِ کامل کا مزا ہمّ و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

نئی اور چھوٹی نسل کو شامل کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور اس کے لئے دعا اور دوا دونوں ہتھیاروں کو بروئے کار لانے کی تلقین فرمائی۔ نیز انصار اللہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی عمر اصل کام کرنے کی عمر ہے کیونکہ انبیاء کی بعثت عموماً چالیس سال کی عمر میں ہوئی اور ان کی زندگی کا بڑا مشن چالیس سال کے بعد شروع ہوا اس لئے انہیں اپنے اندر انقلاب پیدا کرنا ہے اور پھر اپنے تجربہ اور علم سے اپنی آئندہ نسلوں کو روشناس کرانا ہے۔

کیسٹس کے پروگرام پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ خود کیسٹس خریدیں اور دعوت الی اللہ کے دائرے کو وسیع کرتے ہوئے ان کا جال پھیلا دیں۔ قریہ قریہ گاؤں گاؤں یہ پیغام پہنچانا ہمارا فرض ہے اور دُنیا کو یہ بتا دینا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ احمدیت کو دُنیا کی کوئی طاقت صفحۂ ہستی سے نہیں مٹا سکتی۔ غانا کے مقامی امیر مکرم نور دین آدم عطا صاحب جو مجلس انصار اللہ کے سرگرم رکن ہیں نے رضاکارانہ خدمت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اسے اشاعتِ احمدیت کا ایک مؤثر ذریعہ قرار دیا اور انصار کو زیادہ سے زیادہ اپنی رضاکارانہ خدمات مشن کو پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

اس کے بعد ایک قدیمی احمدی بزرگ مکرم سلیمان ٹیکیا صاحب نے برانگ اہافو میں احمدیت کے ابتدائی ایّام کی مشکلات اور ابتدائی احمدی احباب کی جلیل القدر قربانیوں کا تذکرہ فرمایا اور احباب کو توجہ دلائی کہ وہ صداقت، حوصلہ مندی اور دعاؤں کو اپنا شعار بنائیں اور انصار اللہ کے کام میں اتنی سفیدی اور پاکیزگی ہونی چاہیئے جیسے کہ تمہارے لباس سفید ہیں۔

برانگ اہافو کے مقامی مربّی مکرم حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب نے بچّوں کی تربیت کے موضوع پر تقریر فرمائی اور ان کے لئے بطور خاص دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی اور چھوٹے چھوٹے اور سادہ اخلاق کی عملی تربیت کے گُر بتائے تاکہ انہیں روزمرّہ زندگی میں استعمال کیا جائے۔

گورنمنٹ کے جتنے بھی نمائندوں نے اِس اجتماع میں شرکت کی سب نے ہی جماعت کی ان خدمات کو جن سے اہلِ غانا کی معاشی، تعلیمی، زرعی، صحت کے متعلقہ امور اور دینی دُنیا میں انقلاب آیا ہے خراجِ تحسین پیش کیا۔

اِس اجتماع میں برانگ اہافو کے مقامی سیکرٹری اور ٹیچیمان کے ضلعی صدر شامل ہوئے۔ محترم پیراماؤنٹ چیف صاحب نے بھی ان انصار کے جذبہ کی تعریف کی جو اپنے ایمان کو تازہ کرنے اپنے اجتماع میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

اِس اجتماع میں علمی اور ورزشی مقابلے بھی منعقد ہوئے۔ (قائد مجالس بیرون مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ناظمین اضلاع انصار اللہ توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود (اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر ہوں) کی بعثت کی غرض یہ بیان کی گئی ہے کہ دینِ حق کو کُل اَدیان پر غالب کیا جائے اور توحید کے پرچم کو ساری دُنیا پر لہرا یا جائے اور یہ کام بہت محنت چاہتا ہے کیونکہ کسی ایک شہر ایک ضلع یا ایک ملک کا سوال نہیں بلکہ ساری دُنیا میں دینِ حق کی اشاعت کا سوال ہے اور یہ کام اس وقت تک سرانجام نہیں پا سکتا جب تک جماعتِ احمدیہ کے پاس ہر زمانہ میں ہزاروں مربیان کی جماعت نہ ہوگی اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی چنانچہ اب تک جو اشاعتِ دین کا کام ہو رہا ہے وہ اسی ادارہ کے فارغ التحصیل طلباء کے ذریعہ ہو رہا ہے لیکن ضرورت اِس بات کی ہے کہ کثرت سے ایسے ہونہار طالبعلم اس ادارہ میں داخل ہوں جو اشاعتِ دین جیسے اہم فریضہ کو خوش اسلوبی سے ادا کر سکیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہٗ وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"مَیں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اِس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالب علم آنے چاہئیں سَو ہوں تو بہتر ہے"۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرونِ پاکستان اشاعتِ دین کا فریضہ ادا کریں ..... لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبا عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصّہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے"۔

نیز حضور فرماتے ہیں:۔

"جماعت کو اس وقت جتنے واقفین کی ضرورت ہے اتنے نہیں آرہے باہر کا ہر ملک لکھ رہا ہے کہ یہاں لوگ ہماری طرف متوجہ ہو رہے ہیں مربّی کم ہیں ہماری طرف مربّی بھجوائیں حضور فرماتے ہیں مَیں نے مٹّی یا آٹے کے بُت بنا کر تو نہیں بھیجنے جب تک جماعت اپنے بچّے وقف نہ کرے ...... اس وقت تک دُنیا اور جماعت کی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی۔"

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء کا فیصلہ ہے:

"ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔"

چونکہ اس وقت الفضل میں اعلان کا دروازہ بند ہے اس لئے آپ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ براہِ مہربانی آپ ابھی سے اپنے حلقہ کے ایسے احمدی نوجوانوں کو جو امسال میٹرک، ایف۔اے، بی۔اے اور ایم۔اے کے امتحان دے رہے ہیں وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی تحریک فرمائیں اور خلفاء حضرت مسیح موعود کے ارشادات اور مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں نیز یہ کہ جماعت کے ایسے ذہین، ہونہار، دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان آئیں جن کے اخراجات کا زیادہ سے زیادہ بوجھ ان کے والدین یا سرپرست خود اُٹھا سکیں تو بہتر ہے۔

اِس سال بھی جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفینِ زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ تعالیٰ میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا معین تاریخ کا اعلان انشاء اللہ بعد میں کر دیا جائے گا لیکن انٹرویو سے پہلے امیدواران کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں ضروری کوائف مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے درخواستیں آجائیں اِس لئے وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھنے والے نوجوانوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ امتحان یا نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواستیں وکالتِ دیوان تحریکِ جدید کو ارسال فرمائیں۔

نیز درخواست ہے کہ آپ اِس بارہ میں جو کوشش فرمائیں اور آپ کی تحریک کے نتیجہ میں جس قدر نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں اس سے ازراہِ مہربانی خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین (وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ ضلع جھنگ)

پیارے آقا کا محبّت بھرا سلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت
اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو
محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے
ہیں ۔

جون ۱۹۸۶ء

ضمیمہ
ماہنامہ
انصار اللہ
ربوہ

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

جملہ احباب جماعت احمدیہ کو

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے عید الفطر کی مبارکباد

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے عید الفطر کے موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کے نام ایک ٹیلی گرام ارسال فرمایا جس کا اردو ترجمہ اور انگریزی متن ذیل میں پیش ہے۔

"اللہ کے راستہ میں ابتلاء کا عظیم دور اپنے ساتھ ایک اور مبارک عید لے کر آیا ہے۔ ثابت قدم رہیں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کی غیر فانی عید کے حصول کے لئے کوشاں رہیں۔ پوری جماعت کو عید مبارک اور مخلصانہ جذباتِ محبت پہنچا دیں"

"THE AUSPICIOUS ERA OF CONTINOUS MORTIFICATION IN ALLAH'S PATH HAS BROUGHT ANOTHER GLORIOUS EID REMAIN STEADFAST AND WIN ETERNAL EID OF HIS PLEASURE. SINCERE REGARDS GREETINGS TO ENTIRE JAMAAT".

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

-۰ جون ۱۹۸۶ء

-۰ احسان ۱۳۶۵ ہش

★★★★★

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین نازؔ

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقیؔ لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

★★★★★★

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ ۱۴ احسان / جون۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"بائیں ہاتھ میں تا حال تکلیف ہے اور کمزوری بھی بہت ہے"

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے آمین۔

مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال، مکرم نعیم الدین صاحب اور ان کے دیگر ساتھیوں نیز مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ درد و الحاح سے دُعائیں جاری رکھیں۔

"سیدنا بلال رضؓ فنڈ"

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ احباب جماعت کو بار بار سیدنا بلال رضؓ فنڈ میں حصہ لینے کی تحریک فرماتے رہیں۔ نقد رقوم بھی وصول فرماویں اور وعدہ جات بھی۔ نقد وصول شدہ رقوم اسم وار تفصیل کے ساتھ مکرم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام بذریعہ بنک ڈرافٹ۔ ساتھ کے ساتھ بھجواتے رہیں۔ اسم وار تفصیل ضرور بھجوائیں۔ تاکہ حضور کی خدمت میں ان کے لئے دعا کی درخواست کی جا سکے۔

انفرادی وعدہ جات کی فہرست بھجوانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جماعت کے کل وعدہ جات کے میزان سے نظارت ہذا کو مطلع فرماویں اس میں جس قدر اضافہ ہوتا جائے اس کی بھی اطلاع دیتے رہیں۔

حضور نے اس تحریک کے بارہ میں فرمایا:۔

"پوری شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے۔ جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ بھی ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنّا اُٹھ رہی ہو۔ یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ مَیں اس میں شامل ہوں"

(ناظر مال صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

— ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ —

انسان جب خدا کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے

امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ مستقیم وہ ہے جو سب بلاؤں کو برداشت کرے

۱۔ خدا تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔ ثابت قدمی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہو سکتی ہے جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جب تک ان میں سے انسان گزر نہ لے منزلِ مقصود کو پہنچ نہیں سکتا۔ امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو تیار ہے مستقیم وہ ہے جو سب بلاؤں کو برداشت کرے۔ (جلد ہشتم ص ۱۹۷-۱۹۸)

۲۔ صبر بڑا جوہر ہے۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصہ سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے۔ اور گالیوں کے عوض گالی نہ دے ... صبر جیسی کوئی شے نہیں۔ مگر صبر کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے۔ (جلد ہشتم ص ۲۰۰)

۳۔ اگر ایک آدمی بھی متقی صالح کسی مقام پر ہو جو اشاعتِ حق کے لئے پورا پورا جوش رکھتا ہو۔ تو خدا تعالیٰ اس میں قوتِ جاذبہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ ایک جماعت بنا ہی لیتا ہے۔ کیونکہ مومن کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔ یہ نہیں کہ صرف معجزات کے ذریعہ سے ہی لوگوں پر حُجّت پوری کی جاتی ہے بلکہ مومن میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوتِ جذب رکھی ہے۔ سعید لوگ اس کی طرف کھنچے جاتے ہیں اور غیر سعید لوگ بھی سلسلہ حقہ کی خدمت میں لگائے جاتے ہیں ان کے سپرد یہ خدمت کی جاتی ہے کہ سلسلہ حقہ کی مخالفت میں شور و غوغا مچا کر اسکی تشہیر کریں اور اسکی تبلیغ کو دور تک پہنچا دیں۔ مومن میں قوتِ جاذبہ ضرور ہوتی ہے۔ (جلد ہشتم ص ۱۹۴)

خدا کی نصرت کے وعدے تمام عالم میں آپ کے حق میں ضرور پورے ہوں گے

اس دور میں ہم نے خدائی نصرت کے عجیب نظارے دیکھے اور اس کے فضلوں کو بارش کی طرح نازل ہوتے دیکھا

۲۵ زبانوں میں مکمل ترجمہ قرآن اور سو زبانوں میں جزوی ترجمہ قرآن کا تحفہ دنیا کو پیش کیا جائے گا۔

ٹلفورڈ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ عید فرمودہ ۹ رجون ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لنڈن - ۹ رجون - سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہے - اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبت بھرا اسلام اور عید مبارک پیش فرماتے ہیں۔

لنڈن میں ۹ رجون کو عید الفطر منائی گئی نماز عید ٹلفورڈ میں ادا کی گئی۔ عید کی نماز کا وقت ساڑھے دس بجے مقرر کیا گیا تھا تمام افراد جماعت صبح ساڑھے آٹھ بجے ہی بذریعہ کار و کوچیز عیدگاہ میں آنا شروع ہو گئے تھے۔ اسلام آباد کے وسیع گراؤنڈز میں مارکیز (وسیع و عریض شامیانے) لگا کر عید گاہ بنائی گئی تھی مستورات کے لئے بھی علیحدہ مارکی کا انتظام تھا۔ حضور دس بجکر پینتیس منٹ پر عید گاہ میں تشریف لائے اور نمازِ عید پڑھائی۔ اور اس کے بعد پُر معارف خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں اجتماعی دعا کرائی اور حضور نے ازراہِ شفقت ہر احمدی کے پاس جا کر عید مبارک کہی اور شرفِ مصافحہ بخشا۔

عید کے بعد احباب خوشی سے ایک دوسرے سے گلے ملے۔ اور عید مبارک کہتے رہے۔ بعض احبابِ جماعت نے شام تک اسلام آباد میں ہی قیام کیا اور عید منائی۔ سارا دن خوب رونق رہی۔ الحمد للہ کہ عید کا یہ پروگرام بڑی عمدگی سے انجام پذیر ہوا۔

خلاصہ خطبہ عید الفطر

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے سورۃ فتح کی آیت ۳۰ کی تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ عظیم الشان زمانہ جسے قرآن کریم نے آخرین منهم لما یلحقوا بہم کی خوشخبری کے ذریعہ دین حق کی نشاۃِ ثانیہ کا عظیم الشان دور قرار دیا ہے۔ اس عظیم دور کے موجودہ دورِ ابتلاء میں جس میں سے اس وقت ہم گزر رہے ہیں، ہم نے خدا تعالیٰ کی نصرتوں کے عجیب نظارے دیکھے ہیں۔ اور اس کے فضلوں کو بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس عظیم الشان دور کی کوکھ سے آج ایک اور عید ہمارے لئے جنم لے رہی ہے۔ پس میں تمام دنیا کی جماعتوں کے احمدی احباب کو اس عید پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور تمام عالم اسلام کو بھی اس عید پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اگرچہ اس عید کے عقب میں جو دکھ ہیں وہ تو ہم نے اپنے سینوں سے لگا لئے ہیں لیکن اس کی نصرتوں، فتوحات اور اس کے بعد آنے والے اللہ کے فضلوں میں ہم اُن کو بھی شریک کرتے ہیں اور حقیقت میں پوری امت کی فلاح و بہبود کی ہی خاطر ہم اس دکھوں کے دور سے اٰمَنَّا و صَدَّقْنَا کہتے ہوئے صبر و رضا کے ساتھ گزر رہے ہیں۔ اور یہ دکھ جو ہم خدا کی راہ میں محسوس کر رہے ہیں، یہ اہل اللہ کی جماعت کی وہ صفت ہے جس کی خوشخبری قرآن کریم نے اس آیت میں دی ہے جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ وہ صفت اشدّآء علی الکفار رحمآء بینهم کی ہے۔ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ فرمایا:- ہر احمدی اس بات پر گواہ ہے کہ جتنے زیادہ ہمارے دل ایک دوسرے کے لئے نرم ہوتے جا رہے ہیں اتنا ہی غیر اللہ کے مقابل پر ہمارے اندر شدت اور سختی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ گویا صاحب ایمان کا دل جتنا خدا کی راہ میں پگھلتا ہے اس سے زیادہ اُسے غیروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک

شدت نصیب ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں صاحب ایمان اور غیر کا مابہ الامتیاز بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ عام دنیا کے دل جتنے نرم ہوں، اتنی ہی بزدلی ان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور بیرونی طور پر جس قدر سختی ہو، دل بھی اتنے ہی سخت ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک اہل اللہ کی جماعت کا تعلق ہے ان کے دلوں میں اور ان کے مزاج میں سختی پیدا نہیں ہوتی۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ غیر اللہ سے مقابلہ کے لحاظ سے تو وہ سخت ہوتے ہیں لیکن دلوں اور مزاج کے لحاظ سے وہ نرم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس آیت کی مزید تفسیر میں فرمایا: اس آیت میں یہ پیغام بھی ہے کہ تم خوش نصیب ہو کہ تم اس جدوجہد میں اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ تنہا نہیں ہو۔ خواہ وہ ساری اجتماعی طاقتیں کتنی بھی ہوتیں، اگر اکیلے ہوتے تو شاید یقین کی وجہ نہ ہوتی کہ لازماً تم غالب آؤ گے۔ لیکن اے اہل اللہ کی جماعت! تمہیں مبارک ہو کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری قیادت کر رہے ہیں۔ اور آج وہ تمہاری سرداری فرما رہے ہیں۔ آج تمہیں ان کی قیادت نصیب ہوئی ہے۔ پس تمہیں کیسا خوف ہے تمہیں کیسا غم ہے؟ اس قیادت کے ہوتے ہوئے لازماً یہ تمہاری تقدیر ہے جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ جتنے تم غیروں کے ساتھ جہاد کے وقت اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہوتے چلے جاؤ گے، اتنے ہی زیادہ غیروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ تمہیں نئی قوتیں عطا فرماتا چلا جائے گا۔

اس کے بعد حضور نے اپنے ایک تازہ رؤیا کا ذکر فرمایا جو آج صبح ہی عید کے تحفہ کے طور پر عطاء ہوا تھا۔ جس میں حضور کی حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے بڑے پیار اور فرشتوں کی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک شعر پڑھا (جو، حضور نے فرمایا کہ مجھے اس وقت یاد نہیں رہ سکا) جس کا مفہوم یہ تھا کہ شمع کو اپنے پروانے کی تلاش تھی لیکن شمع خود ہی اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے۔ حضور نے فرمایا: اس رؤیا میں بہت ہی عظیم الشان خوشخبری ہے اہل پاکستان کے لئے بھی اور ساری دنیا کی جماعتوں کے لئے بھی۔ اور یہ پیغام ہے ان کے نام بھی، جو جماعت کی ترقی کے قدم جکڑنا چاہتے ہیں کہ تم ایک ملک میں جماعت کی ترقی کو روکنے کے لئے ساری جدوجہد کر رہے ہو مگر خدا سارے جہاں میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا۔ اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب ہوگا۔ یہ خوشخبری تھی جو عید کے لئے عطاء ہوئی اور جماعت کی امانت تھی جو میں جماعت کے سپرد کرتا ہوں۔

اس دورِ ابتلاء میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نصرتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ اس عرصہ میں خدا کا فضل اس رنگ میں نازل ہوا ہے کہ دنیا کی ۲۵ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ اور آئندہ دو سال میں یعنی صد سالہ جوبلی تک مزید سو زبانوں میں ایک پارے کے حجم کے برابر مختلف مضامین کے تحت آیات کے تراجم شائع کرنے کا پروگرام ہے جن کو ابھی سیٹل (SETTLE) کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ "سیدنا بلال رضؓ فنڈ" کی تحریک جو میں نے راہِ مولا میں دکھ اٹھانے والوں کے لئے کی تھی، اور جماعت نے اس پر والہانہ لبیک کہا تھا، اس کا مصرف سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ایران اور دوسرے راہ مولیٰ میں دکھ اٹھانے والوں کو اس کا فیض پہنچانے کا کوئی طریق نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ جماعت کی طرف سے جو بھی انہیں پیش کیا گیا، انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان کی طرف سے "سیدنا بلال رضؓ فنڈ" میں بطور ہدیہ دے دیا۔ چنانچہ قرآن کریم کی اشاعت کے اس پروگرام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور بہت ہی پیارا خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ "سیدنا بلال رضؓ فنڈ" سے ایک سو زبانوں میں دنیا کو قرآن کریم کا یہ تحفہ پیش کیا جائے۔ اور یہ سارے راہِ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والوں کی طرف سے دنیا کو تحفہ ہوگا۔ اس سے بہتر فیض پہنچانے کا اور کوئی طریق نہیں تھا۔

آخر میں حضور نے اسیرانِ راہ مولیٰ کی خیر و برکت، دین کی ترقی اور بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور اس دعا کو جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا اور بتایا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ کچھ وقت تو لگ جاتا ہے، کچھ دیر تو ہو جاتی ہے مگر لازماً خدا کی نصرت کے وعدے ضرور اور ضرور آپ کے حق میں پورے ہوں گے۔ کوئی نہیں ہے جو ان وعدوں کو ٹال سکے۔ ایک ملک میں نہیں، تمام عالم میں خدا کی نصرت آپ کی مدد کو آنے والی ہے جو حیرت انگیز نشان آپ کی امداد میں دکھائے گی۔ خدا آپ کو دین کی عالمی فتح حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور دعا کے

—— (باقی ص۷ پر دیکھیں) ——

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ اپریل ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا گزشتہ خطبہ میں میں نے مالی قربانی کرنیوالوں سے متعلق کچھ امور بیان کئے تھے اور اس بات پر زور دیا تھا کہ مالی قربانی کرتے وقت تقویٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ بہت سے نفسیاتی پہلو ایسے ہیں جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غریب کے تقویٰ کی حفاظت فرمادی ہے اور ان امور میں امیر غریب کے مقابل دل کا بہت زیادہ غریب ثابت ہوتا ہے۔ تبھی قرآن کریم نے جہاں مالی قربانی کا ذکر کیا ہے وہاں مال کی غربت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ دل کی غربت کا ذکر فرمایا ہے۔ من یوق شحّ نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون وہ لوگ جو دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں جو دل کے غریب نہیں ہوتے وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نزدیک بہت بڑی فلاح پانے والے ہیں۔ پس جہاں تک چندوں کا تعلق ہے وہاں فیصلہ کُن امر یہ ہوتا ہے کہ دل کی دولت کسی کے پاس کتنی ہے۔ اس ضمن میں فرمایا امیر اپنی غیر معمولی توفیق کے باوجود شرح کے مطابق چندہ دینے سے ہچکچاتا ہے۔ ایک آدمی جس کی ایک سو ساٹھ روپے آمد ہے اس کے لئے مشکل نہیں کہ دس روپے دے دے لیکن جس کی سولہ لاکھ روپے آمد ہو وہ ہر سال ایک لاکھ روپیہ دے تو اس کو اتنی بڑی رقم نظر آتی ہے وہ تھوڑا دے کر بھی اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میں نے دین کے لئے بڑی قربانی کی ہے۔ حضور نے اس ضمن میں امراء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کو اپنے تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہیئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال جب خدا کو واپس کیا جاتا ہے تو کم نہیں ہوتا امر واقعہ یہ ہے کہ جب بھی آپ خدا تعالیٰ کی خاطر دل کی کوئی گانٹھ کھولتے ہیں اس وقت آپ کو دراصل فراخی ملتی ہے جو مالی فراخی کے مقابل پر بہت ہی زیادہ عظیم الشان ہوتی ہے۔ فرمایا ایک اور ذریعہ سے بھی مجھے پتہ چلتا ہے کہ ان میں کچھ کمزوری باقی ہے کہ غریب آدمی مجبوری کے پیش نظر جب شرح میں کمی کرنا چاہتا ہے تو وہ بے دھڑک معافی کے لئے خط لکھتا

جمعۃ الوداع کا دن انتہائی عقیدت و احترام اور بڑے خلوص کے ساتھ منایا جاتا ہے

اس دن لوگ خدا کی ذات سے بھاری امید لیکر اُسکے حضور حاضر ہوتے ہیں

اگر انسان دلی ندامت کیساتھ حاضر ہو اور آئندہ وفاداری کا عہد کرے تو خدا تعالیٰ اُسے بخش سکتا ہے

بیت الفضل لنڈن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعۃ الوداع فرمودہ ۶ جون ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لندن (۶ راحسان / جون) آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے پڑھائی اور نماز سے قبل جمعۃ الوداع کی مناسبت سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ جمعہ کے آخری رکوع کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ :۔

سال میں باون جمعہ کے دن ہوتے ہیں اور اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کی آواز سال میں باون مرتبہ یعنی جمعہ کے دنوں میں اٹھتی ہے۔ خواہ اس آواز کو کوئی کان سنے یا نہ سنے لیکن کائنات کا ریکارڈنگ سسٹم اُسے ہر دفعہ بجاتا ہے جن کے کان سننے کے ہیں وہ اس آواز کو سنتے بھی ہیں۔ اور اس کے باوجود اَن سنی کرنے والے بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ایک جمعہ کا دن ایسا بھی آتا ہے کہ جب تمام سننے والے اس آواز کو سنتے بھی ہیں اور لبیک، لبیک بھی کہتے ہیں۔ اور وہ جمعہ کا دن آج کے جمعہ کا دن ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا ساری امت میں یہ دن بڑے اخلاص اور بڑی عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے اور اس جمعہ کے دن کے ساتھ بہت سی توقعات وابستہ کی جاتی ہیں جن میں سے کچھ فرضی ہیں اور کچھ حقیقی۔ لیکن بہرحال بہت ہی نیک امیدیں اور بلند توقعات اس جمعہ کے دن کے ساتھ وابستہ کی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض سمجھنے والے یہ بھی سمجھتے ہیں کہ باون دفعہ خدا کی آواز کو رَدّ کرنے کے بعد اگر ایک دفعہ اس آواز پر لبیک کہہ کر ہم اس جمعہ کے دن حاضر ہو جائیں گے تو ہماری اکاون نافرمانیاں بخشی جائیں گی۔ اور ہماری اس ایک فرمانبرداری کو ہماری اکاون نافرمانیوں پر بھاری قرار دیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا یہ بھی ایک توقع ہے اور کس حد تک اس میں حقیقت ہے اس کو عالم الغیب والشہادۃ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب ایک پکارنے والا، جس کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، کسی کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے تو غلام کا یہی فرض ہے کہ وہ اس آواز پر لبیک کہے اور اگر کچھ کوتاہیاں ہو جائیں تو پھر ان کوتاہیوں پر نادم ہو کر استغفار کرے اور شرمندگی کا اظہار کرے تو ایک معقول توقع کی وجہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ انسان سوچتا ہے کہ میری کمزوریاں خدا کی اطاعت میں حائل ہو گئی تھیں اور پھر اطاعت نہ کرنے پر مجھے شرمندگی بھی بہت ہوئی اور اظہارِ ندامت بھی میں نے کیا۔ اس لئے بعید نہیں کہ وہ عالی سرکار، ربّ رحیم مجھے بخش دے۔ اس توقع میں ایک معقولیت پائی جاتی ہے اور ہرگز بعید نہیں کہ ایسے نادم بندوں کی توبہ قبول ہو۔ اور اللہ ان سے بخشش کا سلوک فرمائے۔

لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا تعلق ہے۔ اس کی حد کوئی نہیں۔ اس لئے اس پر یہ پابندی بھی نہیں لگائی جا سکتی کہ سال میں ایک دفعہ بلکہ ساری عمر میں ایک دفعہ لبیک کہنے والے کو وہ بخش نہیں سکتا۔ اس کی رحمت کا اتنا بے پایاں اور بے کنار سمندر رہے کہ اس کا کوئی تصور ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عقلاً یہ ناممکن ہے کہ اکاون دفعہ ایک شخص نافرمانی کرے اور ایک دفعہ لبیک کہہ دے تو اُسے بخشا جا سکتا ہے۔ اس لئے انسان یہ فتویٰ بھی نہیں لگا سکتا

حضور نے فرمایا میرا تو ایمان ہے کہ اگر کوئی شخص ساری زندگی میں ایک دفعہ ندامت کے دل کے ساتھ خدا کی آواز پر لبیک کہے اور پھر وفاداری کرے تو بھاری توقع اپنے ربّ کی رحمت سے یہی ہے کہ وہ اسے ضرور بخش دے گا۔ اور اس سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ لیکن جہاں تک بندگی اور تقویٰ کی باریک راہوں کا تعلق ہے۔ انسان کے لئے مقامِ محمود یہی ہے کہ وہ اپنی ہر سانس اطاعت میں بسر کرے۔

حضور نے فرمایا آج کے دن سب قسم کے لوگ، وہ جو تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے والے ہیں اور وہ بھی جن کو خدا کی رحمت سے امیدیں ہیں۔ خواہ ان کے اعمال اِن امیدوں کو جھٹلا بھی رہے ہوں۔ تب بھی وہ خدا کی ذات پر بھاری امیدیں لے کر خدا کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ فرمایا خدا کی رحمت کے بھی عجیب جلوے ہیں کہ ایسے گناہ گاروں کے اجتماع پر بھی جب وہ اس کے نام پر اکٹھے ہوتے ہیں رحم آ جاتا ہے۔

اس ضمن میں حضور نے حضرت یونس علیہ السّلام کی قوم کا واقعہ بیان فرمایا جن میں ایک بھی نیک آدمی نہیں تھا اور ان کے عذاب کا فیصلہ ہو چکا تھا لیکن جب وہ خدا کے حضور گریہ وزاری سے جھکے تو اللہ نے اِن پر سے عذاب کو ٹلا دیا۔ اور بتایا کہ خدا کی رحمت کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا آج کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو جمعہ میں بھی اور پانچ نمازوں میں بھی وفا کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ ان کو مَیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آج کے دن آنے والے نئے چہروں کو وہ حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں کیونکہ بعض دفعہ تکبّر کا ایک لمحہ بھی ساری عمر کی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ بلکہ اُن پر محبت کی نظر ڈالیں اور ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو وفا نصیب کرے۔ اور اس جمعہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں آئندہ جمعے اور نمازیں عطا فرمائے تا یہ فرمانبرداروں کی فہرست میں شامل ہوں۔

حضور نے دعاؤں کی قبولیت کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج کے دن ان لوگوں کی دعا زیادہ مقبول ہو گی کیونکہ آج ان کا عمل ان کی اس نیکی میں ممد بن رہا ہے۔ اور دعا کو ایک تائیدی ہوا حاصل ہے۔ آج انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ عبادت کی کچھ نہ کچھ اہمیت وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اس لئے آج کے دن نئے آنے والوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضور نے اس جمعہ کی خاص اہمیت کے پیشِ نظر چند دعاؤں کی تحریک فرمائی اور جمعہ اور لفظِ جمعہ کی پُر معارف تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک جمعہ وہ عظیم الشان جمعہ ہے جس میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غلام نے دوبارہ بنی نوعِ انسان کو خدا کی طرف بلانا ہے۔ اور یہ جمعہ ایک دن کا نام نہیں بلکہ دَور کا نام ہے جو احمدیت کا دور کہلاتا ہے۔ اور پھر حضور نے چند دعاؤں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ احمدیوں کے لئے اور غیر احمدی مسلمانوں کے لئے کثرت کے ساتھ یہ دعا کی جائے کہ وہ عبادت گزار بندے بنیں۔ اور مسلمانوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ دعا کریں کہ وہ خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنا سیکھیں اور ان کے لئے مستقل جمعہ کی صورت ہو جائے۔ اور تیسرے نمبر پر تمام بنی نوعِ انسان کے لئے دعا کریں کہ وہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک ہاتھ پر جمع ہوں تا ان کے لئے ابدی جمعہ کی صورت پیدا ہو سکے۔

(بقیہ خطبہ عید)

بعد تمام احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ حضور خود بھی ہر احمدی کے پاس تشریف لے گئے اور عید کی مبارک باد دی۔

حضور اس عید کے موقع پر سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ کا کوٹ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ حضور خواتین میں بھی تشریف لے گئے اور انہیں بھی شرفِ زیارت بخشا۔

درخواستِ دعا

خاکسار کے والد مکرم ماسٹر عبد السلام صاحب (آف ماڈرن ٹیلرز) گزشتہ سال لُو لگنے کی وجہ سے بیمار ہو گئے تھے اس سال پھر گرمی کی وجہ سے اعصاب پر اثر ہو گیا ہے۔ اسی طرح خاکسار کے بھائی مکرم عبد المنان صاحب طاہر مربی سلسلہ مقیم سیرالیون کی اہلیہ شدید بیمار ہیں احباب ان دونوں کے لئے دعا کریں کہ شافیٔ مطلق خدا انہیں کامل و عاجل شفا عطا فرمائے آمین۔

(عبد المالک۔ ماڈرن ٹیلرز گولبازار ربوہ)

گمشدہ کیمرہ

خاکسار کا کیمرہ کونیکا "CONICA" عید کے دن البیت الاقصیٰ سے باہر آتے ہوئے گر گیا ہے جن صاحب کو ملے پتہ ذیل پر پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں

(اشفاق احمد۔ اشفاق ویلڈنگ ورکس کالج روڈ ربوہ)

امریکہ میں جماعت احمدیہ کے تیزی سے پھیلنے اور ترقی کے امکانات روشن ہیں

اس پہلو سے جماعت احمدیہ امریکہ پر غیر معمولی ذمہ داری عائد ہوتی ہے

پس دعوت الی اللہ پر زور دیں اور گھروں میں نماز باجماعت پر غیر معمولی توجہ دیں

جماعت احمدیہ امریکہ کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام

جماعت احمدیہ امریکہ ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ رجون/احسان کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے اس جلسہ کے موقع پر سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے لنڈن سے جو پیغام ارسال فرمایا ہے اس کا متن ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:-

میرے عزیز بھائیو، بہنو اور بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ امریکہ مورخہ ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ راحسان/جون کو جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو جماعت کی علمی، عملی، اخلاقی اور روحانی ترقی کا موجب بنائے اور اس کی برکتوں سے ہر فردِ جماعت وافر حصہ پائے۔

آپ ایک ایسے ملک میں ہیں جو مالی طاقت کے لحاظ سے اتنی بلندی تک پہنچ چکا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ بچائے تو یہ مال و دولت فرعونیت پیدا کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کا معاشرہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے تحت الثریٰ سے باتیں کر رہا ہے۔ اس پہلو سے یہ معاشرہ نہ صرف بذاتِ خود اتنا گر چکا ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے یہ ساری دنیا میں معاشروں اور تہذیبوں کو تباہ کرنے کا سرچشمہ بن چکا ہے۔

روس اور امریکہ کے حالات پر جب نظر پڑتی ہے تو سورۃ الفجر کا مضمون نظر کے سامنے آجاتا ہے اور اَلَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۝ کا نقشہ نظر آنے لگتا ہے۔

اس پہلو سے جماعت احمدیہ امریکہ پر غیر معمولی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر وہاں جماعت احمدیہ تیزی سے ترقی کرے تو اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک عظیم الشان طاقت کے سرچشمہ سے استفادہ کر سکتی ہے اور اس کے زہر آلود اور ہلاک کرنے والے پانی کو آبِ حیات میں تبدیل کر سکتی ہے۔ امریکہ میں جس قدر تیزی سے پھیلنے کے امکانات ہیں اور بعض طبقات میں جتنی طلب اور پیاس پیدا ہو چکی ہے، اس کے پیشِ نظر اگر حکمت اور تدبّر اور دعا کے ساتھ کام کیا جائے تو بہت تیزی کے ساتھ جماعت کی ترقی کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اوّل پیغام تو میرا یہی ہے کہ اس طرف غیر معمولی توجّہ کی جائے۔

دوسرے۔ منتشر گھرانوں کی تربیت کی فکر کی جائے ـــ جو لوگ جماعت کی نظر سے ہٹ کر الگ رہتے ہیں اور اتنے وسیع ملک میں ایسا ہونا عین ممکن ہے بلکہ اکثر و بیشتر ایسا ہی ہوتا ہو گا کہ ان گھرانوں کی تربیت کئی طرح سے بہت بری طرح متاثر ہوتی ہو گی۔

احمدی کی آنکھ خصوصاً دوسرے احمدی کے لئے نگران کا کام کر رہی ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے ساری اُمت کو ہی شَهِیْد قرار دیا ہے۔ جب یہ نگران نظر موجود نہ رہے تو ایسے لوگ جو غیب سے ڈرنے کے عادی نہیں ہوتے اور جن کا خدا صرف غیب کا خدا ہوتا ہے اور شہادت کا خدا نہیں ہوتا وہ لوگ اس نگران کے فقدان کی وجہ سے دنیا کی کشش

میں بہکنے، اور ہر قسم کی آلائشوں میں ملوّث ہونے لگتے ہیں، یہانتک کہ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ احمدی ان سے زیادہ میل جول رکھیں۔ احمدیہ مراکز سے ان کا تعلق ایک سوشل تعلق بن جاتا ہے جو عید، بقر عید یا کسی خاص غمی خوشی پر اکٹھا ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس سے ایک شدید نقصان یہ پہنچتا ہے کہ باجماعت نماز کی عادت اُٹھ جانے کی وجہ سے گھر میں نمازوں کی پابندی کا معیار بہت تیزی سے گرنے لگتا ہے۔

ایک اور شدید نقصان یہ پہنچتا ہے کہ بچے، احمدی بچوں کا ماحول نہ ملنے کی وجہ سے خالصتاً دنیا داری کے ماحول میں پرورش پانے لگتے ہیں۔ اور اپنی اقدار سے ان کی نظریں پھر جاتی ہیں اور دین میں کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی اور ایک نگاہِ تغافل پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ مکمل اجنبیّت پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔

ایک اور نقصان یہ ہے کہ عالمگیر جماعت کے ساتھ رابطہ کٹ جانے کی وجہ سے اپنی عظمت کا احساس نہیں رہتا اور ایک غالب معاشرے میں اپنے آپ کو بالکل معمولی اور بے دست و پا دیکھتے ہوئے عزم اور ہمت کوتاہ ہو جاتے ہیں، یہانتک کہ ایک ہارا ہوا ذہنیت کا شکار ہو کر (دینی) اقدار کی خاطر جدّوجہد ہی چھوڑ دی جاتی ہے۔ ایسے گھرانوں کے لئے ایک یہ مشکل بھی پیش آتی ہے کہ جماعت کی عالمی اور عظیم الشان قربانی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ولولہ پیدا نہیں ہوتا اور مزاج میں ایک بے مروّتی سی پیدا ہونے لگتی ہے۔

اس قسم کے خطرات جس قدر جماعت کو امریکہ میں درپیش ہیں دنیا میں کسی اور ملک میں نہیں۔ کیونکہ اس پر مستزاد وہاں کی مادّی ترقی ہے جو فلک بوس عمارتوں کی طرح انسان پر اپنی ہیبت طاری کر دیتی ہے اور دلوں پر رعب دجّال پیدا ہو جاتا ہے جس سے بچنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خصوصیّت سے دعا مانگی تھی کہ

نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجّال

پس ان سب امور پر نظر رکھتے ہوئے ان گھروں کی فکر کرنی چاہیئے اور ان کے لئے چارہ جوئی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ جماعت کی شہادت کی آنکھ سے کٹے رہے تو دنیا کی ہلاکتوں سے کئی قسم کے خطرات انہیں درپیش رہیں گے اور ان کی اولادوں پر خصوصیت سے سخت مہلک اثر پڑے گا۔ دیگر امور کے علاوہ ان سب باتوں کا علاج دعوت الی اللہ پر زور دینا ہے اور گھروں میں نماز باجماعت پر غیر معمولی توجہ دینا ہے۔

پس میں اُمید کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ امریکہ ان ہر دو پہلوؤں پر خصوصی جدّوجہد کرے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں میں غیر معمولی برکت ڈالے اور اس کے فرشتے احمدی گھروں کے محافظ اور نگران بن جائیں اور احمدی گھروں پر اس آیت کے مضمون کا بتمامہ خیر و برکت کے ساتھ اطلاق ہو۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

(الرعد: ۱۲)

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔

والسلام

خاکسار

دستخط (مرزا طاہر احمد)

۳۰ جون - مالی سال رواں کی آخری تاریخ

مخلصین جماعت سے گزارش ہے کہ لازمی چندہ جات چندہ عام حصہ آمد - چندہ جلسہ سالانہ نیز تزکیہ اموال کل آمد پر شرح کے مطابق فوری طور پر ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بجٹ میں صحیح آمد لکھوائی جائے اور اس کے مطابق فوری ادائیگی فرمائی جائے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو سپین میں خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

"ڈرتے کس بات سے ہیں خدا کی راہ میں دینے والے کبھی خالی نہیں رہے رازق وہ ہے وہ تو محبت اور پیار کے اظہار کے طور پر آپ کے دلوں کو پاک صاف کرنے کے لئے آپ سے مانگتا ہے"۔

احباب سے گزارش ہے کہ لازمی چندہ جات کی جملہ رقوم ۳۰ جون سے بہت قبل ادا فرما دی جائیں تاکہ مرکز میں بروقت پہنچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کے اخلاص اور اموال میں برکت دے آمین۔

۳۰ جون آخری تاریخ ہے اس میں توسیع نہیں ہوگی۔

(ناظر مال صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

ربوہ میں عید الفطر گہرے دینی جذبہ کے ساتھ سادگی اور وقار سے منائی گئی

البیت الاقصیٰ میں نماز عید کا بہت بڑا اجتماع۔ دور و نزدیک سے ہزاروں افراد کی شرکت

نماز عید محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور پُراثر خطبہ عید دیا

ربوہ میں عید الفطر گہرے دینی جذبہ کے تحت سادگی اور وقار سے ۹ر جون بروز پیر منائی گئی نماز عید حسب معمول البیت الاقصیٰ میں ادا کی گئی

اہلِ ربوہ کے علاوہ قرب و جوار کے مضافاتی علاقوں کے کثیر تعداد میں احباب و خواتین اور بچوں نے جو کہ بسوں موٹروں اور ٹرالیوں کے ذریعہ ربوہ پہنچے تھے البیت الاقصیٰ میں آکر نماز عید ادا کی۔ البیت کا اندرونی مسقف حصہ اور صحن نمازیوں سے پُر تھا۔ جبکہ باہر بھی لوگوں نے صفیں بنائی ہوئی تھیں۔ نماز عید کے لئے ۸ بجے صبح کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ مستورات کے لئے پردہ کی رعایت سے خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔

نماز عید محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور نماز کے بعد خطبہ عید الفطر دیا۔ محترم مولانا صاحب نے خطبہ عید میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ آج جن حالات سے دوچار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں دو سال سے ہم اپنے پیارے آقا سے بچھڑے ہوئے ہیں جن سے ہماری تمام تر خوشیاں وابستہ ہیں، نیز پاکستان میں بعض افراد مختلف مشکلات سے دوچار ہیں، پھر افراد جماعت کو جماعت کے بارے میں ایسی باتیں سننی پڑ رہی ہیں جو دلوں کو زخمی کرنے والی ہیں نیز خدا کی طرف سے ہمیں جو فریضہ سونپا گیا ہے اس کی راہ میں بھی روکیں کھڑی ہیں اور نہ جانے کب تک کھڑی رہیں گی۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے خوشیاں منانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن علیم و خبیر خدا ان حالات سے واقف ہے جس نے محض اپنے فضل سے خوشیوں کے سامان جماعت احمدیہ کے لئے پیدا فرمائے ہیں جن کی بناء پر یہ ایک الٰہی جماعت ٹھہرتی ہے۔

محترم مولانا صاحب نے فرمایا کہ دنیاوی سلسلے مشکلات آنے پر مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ الٰہی سلسلے تابناک مستقبل کے متلاشی ہوتے ہیں اور بالآخر ان کو غلبہ عطا کیا جاتا ہے۔ ہم آج کمزور بے بس اور لاچار ہیں لیکن ہماری جھولیاں مستقبل کی بشارات سے بھری ہوئی ہیں جن کے سہارے ہم جی رہے ہیں اور جو ہمیں عید منانے پر مجبور کر رہی ہیں۔ باوجود ان مشکلات کے حقیقی عید ہماری ہے اور مستقبل بھی انشاء اللہ ہمارا ہی ہے محترم مولانا صاحب نے حضرت اقدس بانی سلسلہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بعض بشارات کا ذکر کرکے فرمایا کہ ان بشارات کے ہوتے ہوئے ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنے مولیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے اور ان بشارات کا مورد بننے کے لئے قربانیاں بھی بہت ضروری ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جس طرح عید رمضان کے بعد آتی ہے اسی طرح ہر شخص کی زندگی میں ایک رمضان ہوتا ہے یعنی جب انسان خواہشات سے دستبردار ہوتا ہے تب وہ خدا کی بشارتوں کا مورد بنتا ہے۔ اسی طرح جماعت بھی ایک رمضان سے گزر رہی ہے جو دو سال سے جاری ہے اور خدا جانتا ہے عید کا چاند کب طلوع ہوگا۔ جس طرح آج ہم ایک رمضان کے بعد عید منا رہے ہیں اسی طرح اس جماعتی رمضان کے بعد بھی عید آئے گی جو حقیقی اور دائمی عید ہوگی خدا کرے کہ وہ عید جلد آئے۔

خطبہ ثانیہ میں محترم مولانا صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے موصول ہونے والا برقی پیغام عید پڑھ کر سنایا جو کہ انگریزی میں موصول ہوا تھا۔ مولانا صاحب نے پہلے اس کا انگریزی متن پڑھ کر سنایا پھر اس کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا خطبہ کے بعد محترم مولانا صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔

وصایا

ضروری نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۵۹۶۸ ۔ میں محمد دین ولد جان محمد صاحب قوم منہاس پیشہ پنشنر عمر ۶۵ سال بیعت سنہ ۱۹۳۴ء ساکن بوستان کالونی مصطفےٰ آباد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۱۲/۸۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان ۲۱/۲ مرلہ جو لینز کی زمین پر تعمیر ہے۔ سنہ ۱۹۷۸ء میں دس ہزار میں خرید کیا تھا اب اس کی قیمت پندرہ ہزار روپے ہوگی اس وقت مجھے مبلغ ۱۸-۲۳۱ اور ۳۵۰/- روپے ماہوار بصورت پنشن اور دفتر دار الذکر مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ محمد دین مکان ۱۴ گلی ۱۲ بوستان کالونی مصطفےٰ آباد لاہور

گواہ شد ۱ ۔ سلطان احمد ولد غلام محمد صاحب مصطفےٰ آباد لاہور۔

گواہ شد ۲ ۔ اللہ داد خان ولد مولا بخش صاحب مصطفےٰ آباد لاہور۔

مسل نمبر ۲۵۹۶۹ ۔ میں منیر احمد کاہلوں ولد غلام احمد صاحب کاہلوں قوم جٹ کاہلوں پیشہ زمیندارہ عمر ۴۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن

احمد نگر ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1/7/1986 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زرعی اراضی ۲۶ ایکڑ واقع احمد نگر تحصیل عمر کوٹ ضلع تھرپارکر مالیتی سات لاکھ ساٹھ ہزار روپے (۲) چھ ایکڑ زرعی اراضی واقع احمد نگر تحصیل ڈگری ضلع تھرپارکر مالیتی اسی ہزار روپے (۳) 1/2 ۱۲ ایکڑ زرعی اراضی واقع چک ۱۴۱ تحصیل و ضلع خانیوال مالیتی پانچ لاکھ روپے (۴) دو دکان پختہ واقع نفیس نگر ضلع تھرپارکر مالیتی ایک لاکھ روپے (۵) مکان پختہ واقع احمد نگر مالیتی ایک لاکھ روپے جس میں خاکسار کا 1/4 حصہ یعنی ۲۵۰۰۰/- روپے۔ کل جائیداد مالیتی چودہ لاکھ پینسٹھ ہزار روپے ۱۴,۶۵,۰۰۰/- ۔ مبلغ ایک لاکھ دس ہزار روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ میزا احمد کاہلوں ولد چوہدری غلام احمد کاہلوں ساکن احمد نگر P.O محمد آباد ضلع تھرپارکر سندھ

گواہ شد ۱۔ محمد جمال کوارٹر ۱۱۶ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

گواہ شد ۲۔ محمد دین شاہد ولد احمد دین صاحب مربی سلسلہ ضلع تھرپارکر

مسل نمبر ۲۵۹۷۰ - میں چوہدری غلام غوث المعروف غوث محمد ولد کریم بخش صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۸۰ سال بیعت ۱۹۲۹ ساکن جنگل امام شاہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17/12/85 - میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) 1/2 ۱۵ ایکڑ زمین مالیتی پانچ لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو روپے ۵,۶۲,۵۰۰ (۲) دو احاطے جن کا رقبہ ۷ مرلہ ہے مالیتی دس ہزار روپے ۱۰۰۰۰/- ۔ مبلغ ساڑھے سترہ

ہزار روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چوہدری غلام غوث المعروف چوہدری غوث محمد جنگل امام شاہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
گواہ شد ۱ عبدالعزیز صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد جنگل امام شاہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گواہ شد ۲ قدرت اللہ صاحب امیر حلقہ پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

مسل نمبر ۲۵۹۷۱۔ میں عصمت بیگم زوجہ ملک مظفر احمد صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سلیم پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20.11.85 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر دو ہزار روپے ۲۰۰۰/- (۲) سلائی مشین مالیتی ۲۵۰/- روپے (۳) زیورات طلائی ۴ تولہ مالیتی ۶۰۰۰/- روپے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی

اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ عصمت بیگم زوجہ ملک مظفر احمد صاحب۔ گواہ شد ۱ ملک مظفر احمد صاحب خاوند موصیہ گواہ شد ۲ مبارک احمد ولد ملک محمد حسین صاحب P.O گوبند پور ضلع سیالکوٹ

مسل نمبر ۲۵۹۷۲ میں DEWIYO HANAH Wife of ASKAN SURYAMAN قوم۔ پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۷۰ ساکن انڈونیشیا ضلع بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 4/1/1985 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل

متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) پلاٹ بر قبہ ۳۵ مربع میٹر مالیتی ۱۲۵۰۰۰/- روپے (۲) زیور طلائی ۱۲ گرام مالیتی ۱۴۳۰۰/- روپے (۳) حق مہر ۲۴۰۰۰/- روپے

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتی ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہ ہوگا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۴۰/- روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ DEWIYOHANAH انڈونیشیا معرفت وکالت مال ثانی تحریک جدید ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ SSNGSOLICHIN انڈونیشیا GTANG SALEN گواہ شد نمبر ۲ gidng انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۵۹۷۳۔ میں سلطان سرور ولد مجید اللہ خان صاحب قوم افغان یوسف زئی پیشہ پنشنر عمر ۵۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵/۲ دار الصدر غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ہے میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان دس مرلہ ۵/۲ دار الصدر غربی ربوہ مالیتی دو لاکھ روپے (۲) مکان برقبہ دس مرلہ واقع ۵/۷ دار الصدر غربی ربوہ مالیتی پینتیس ہزار روپے (۳) پلاٹ ۵/۵ واقع دار العلوم ربوہ مالیتی چالیس ہزار روپے (۴) پلاٹ نمبر ۱۴۳-۹۱/۱ برقبہ ایک کنال واقع دار الفتوح مالیتی چالیس ہزار روپے ۴۰،۰۰۰/- (۵) نقد رقم بصورت انعامی بانڈ پچاس ہزار روپے ۵۰،۰۰۰/-
اس وقت مجھے مبلغ ۸۰/- روپے اور ایک ہزار روپیہ ماہوار بصورت پنشن اور خرچ از پسران مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور

اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ سلطان سرور ۵۔ دار الصدر غربی ربوہ۔

گواہ شد نمبر ۱ محمد سلیم احمد صاحب ولد میاں نور محمد صاحب دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲ سید عمر بان شاہ ولد راجان شاہ ۱۰ دار الصدر شمالی ربوہ

درخواست دعا

• خاکسار کی بیٹی عزیزہ طاہرہ بشریٰ عرصہ ۲½ سال سے بیمار ہے۔ باوجود علاج کے تسلی بخش طور پر افاقہ نہیں ہوا اب چند دنوں سے شدید تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہے جس کی وجہ سے ہم سب اہل خانہ پریشان ہیں۔ نیز ان کی والدہ محترمہ شوگر ہائی بلڈ پریشر اور گردے سے پس آنے کے باعث بیمار ہیں۔ احباب سے نہایت دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ شافی مطلق خدا تمام مریضوں کو اپنے فضل و کرم سے کامل و عاجل صحت عطا کرے اور ہمیں سکون قلب عطا فرمائے آمین۔

(فتح محمد خان دار النصر غربی ربوہ)

ہے لیکن امیروں کی طرف سے ایسا کبھی کوئی خط نہیں آیا کیونکہ اگر وہ لکھیں گے تو اُن کو شرمندگی ہوگی۔ اِس لئے وہ نظامِ جماعت کو توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایک اَور گناہ سرزد کر رہے ہوتے ہیں۔ غریب آدمی تو جانتا ہے کہ لکھوں گا تو میرے لئے دعا ہوگی میری غربت پر رحم آئے گا لیکن امیر آدمی اپنا راز کھولتا ہے اپنی خساست کا راز کھولتا ہے اِس لئے رُک جاتا ہے۔ اِس ضمن میں جماعت کے امراء کو تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال پیش کرتے وقت اپنے تقویٰ کے نگران کو سامنے رکھا کریں۔ دراصل تقویٰ ہی دل کا نگران ہے۔

فرمایا: دوسرا حصّہ وہ لوگ ہیں جو سلسلہ کے اموال کو خرچ کرنے کے ذمّہ دار ہوتے ہیں ان میں واقفین بھی ہیں اور غیر واقفین بھی ہیں جو خدا کی راہ میں قربانی کی توفیق پا رہے ہیں اور کچھ بے احتیاطیاں بھی کر رہے ہیں۔ جو بے احتیاطیاں کرنے والے ہیں ان کو مَیں متنبّہ کرنا چاہتا ہوں کہ بے احتیاطیاں رفتہ رفتہ بددیانتیوں میں بدل جایا کرتی ہیں اِس لئے اگر آپ بے احتیاطی سے بچیں گے اور شروع میں ہی تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر سِلسلہ کے اموال کو خرچ کریں گے تو اس کا دُہرا فائدہ ہوگا آپ خدا کی نظر میں زیادہ مقبول ٹھہریں گے آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا اور جماعتِ احمدیہ کے مالی قربانی کے معیار کو بھی اُونچا کرنے والے ہوں گے۔ اِس ضمن میں بتایا کہ خرچ کرنے والے کے تقویٰ کا پیسہ دینے والے کے تقویٰ سے ایک گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جہاں خرچ کرنے والوں کا تقویٰ اُونچا ہو وہاں خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کا تقویٰ خود بخود اُونچا ہوتا چلا جاتا ہے۔ فرمایا تین چار ایسے شعبے ہیں جہاں بے احتیاطی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اِس ضمن میں بجلی، ٹیلیفون، مہمان نوازی اور سفر خرچ کے شعبوں کا ذکر فرمایا کہ جب یہ بے احتیاطی آگے بڑھ جائے تو پھر بددیانتی شروع ہو جاتی ہے جو کہ ہر شعبے پر اثر انداز ہوتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بظاہر بددیانتی کی کوئی مثالیں میرے علم میں نہیں اِلّا ماشاء اللہ لیکن بے احتیاطی کی بددیانتی ضرور موجود ہے اور وقت ہے کہ ہم اسے سختی کے ساتھ دبائیں۔ فرمایا ایک آدمی جو انگلستان اور امریکہ سے اپنے خرچ پر اپنے گھر فون نہیں کر سکتا اگر وہ جماعت کے خرچ پر جبکہ کوئی دیکھ نہیں رہا جتنا چاہے فون کرے اور اس کا دل جماعت کے خرچ پر نہ کٹ رہا ہو تو وہ بے احتیاطی بددیانتی پر منتج ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص تقویٰ کے معیار سے گرا ہوُا ہے۔ فرمایا: بجلیاں جل رہی ہیں تو کوئی پرواہ نہیں۔ گیس بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ جل رہی ہے۔ یہ بے احتیاطیاں جو بے دردی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور بے دردی اور بے حسّی اور تقویٰ اکٹھے نہیں ہو سکتے

پس اِس ضمن میں اور اس کے نظام کو منظّم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے آڈیٹر ہوں گے جو جماعتی نظام سے بالکل آزاد ہوں گے اور براہِ راست مجھے رپورٹ بھجوائیں گے۔ اِس سلسلہ میں فرمایا کہ ایسے مواقع پیش نہیں آنے چاہئیں کہ آڈٹ کے نظام پر اتنا زور دینا پڑے کیونکہ یہ نظام حقیقت میں اموال کی پوری حفاظت نہیں کر سکتا۔ کوئی نگران جو بیرونی ہو وہ اموال کی سچّی اور حقیقی حفاظت کر ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے تقویٰ ایک اندرونی نگران مقرر فرمایا ہے جس کا براہِ راست عالم الغیب والشہادہ سے تعلق ہے۔ چونکہ تقویٰ خدا کی ذات سے پھُوٹتا ہے اِس لئے اس کو بھی خدا تعالیٰ نے عالم الغیب والشہادہ کی صفات عطا فرما دی ہیں۔ تقویٰ کی آنکھ اُن باریکیوں تک بھی چلی جاتی ہے جو نیّتوں کے پردوں میں چھُپی ہوتی ہے۔ اِس لئے فرمایا کہ تقویٰ کی بصیرت کو تیز کریں اور اسی کو اپنا نگران بنائیں اس کے نتیجہ میں ہر لحاظ سے برکت ہو گی اور بعض دفعہ ایک آنہ تقویٰ کے ساتھ خرچ کیا جانے والا لکھوکھا روپیہ کی قیمت دے دیتا ہے۔ مزید فرمایا کہ واقفین کی ایک قسم اَور بھی ہے جو جماعت کیلئے کماتی بھی ہے اور خرچ بھی کرتی ہے۔ میری مراد ڈاکٹرز ہیں جو افریقہ کے مختلف ممالک میں اور ربوہ کے ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ کمائی کے لئے نکلتے تو ہزارہا یا بعض صورتوں میں لکھوکھا کما سکتے تھے۔ ان کا وقف کرنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ہُنر کو کمائی کا ذریعہ بنا کر پیش کرنا ایک بہت عظیم الشان خدمت ہے اور بہت اونچا مقام تقویٰ کا ہے لیکن اگر اس کے تقاضے پورے کریں تو۔ اگر تقاضے پورے نہ کریں تو پھر اسی حد تک گِری ہوئی بات ہے۔

حضور نے فرمایا مجھے بعض خطرات دکھائی دینے لگے ہیں اور ہسپتالوں میں عمومی بے برکتی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور برکت اور خوشی کے ماحول کے برعکس شکایتیں آنی شروع ہو گئی ہیں اِس لئے پیشتر اِس کے کہ زیادہ تفصیل کے ساتھ چھان بین کی جائے تمام خدمت کرنے والے واقفین سے مَیں کہتا ہوں کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ آپ نے ہُنر کے باوجود اپنی زندگی جماعت کے سامنے پیش کی تو اس قربانی سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں ورنہ اگر اس کے باوجود آپ نے دیانت داری سے کام نہ لیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہماری محنت ہے اِس لئے ہم جتنا چاہیں ہمارا حق بنتا ہے دوسرے ڈاکٹر لکھ پتی ہیں ہم کیوں غریب رہیں اِس نیّت سے دِل کو طفل تسلیاں دیتے ہوئے روپیہ پر غبن شروع کیا تو وقف کا ایک کوڑی کا ثواب بھی نہیں ملے گا بلکہ اُلٹا خدا کی پکڑ کے نیچے آئیں گے ایسے ڈاکٹر جو بد دیانتی کر رہے ہوں ان کو مَیں کہتا ہوں کہ وہ وقف چھوڑ کر باہر چلے جائیں کیونکہ جب آپ کو پاکیزہ رزق کمانے کی توفیق خدا تعالیٰ نے بخشی ہے تو اسے

حرام بنا کر کھانے کا فائدہ کیا ہے ؟ فرمایا خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہتر ڈاکٹر جماعت کو مہیا کرے گا یہ ناممکن ہے کہ سلسلہ کے کام رُک جائیں خدا نے اِس بات کی ضمانت دی ہے کہ سلسلہ کے کام ہمیشہ جاری رہیں گے اور ساری برکتوں کے ساتھ جاری رہیں گے۔

فرمایا: جماعت ہر تحریک پر حیرت انگیز طور پر مالی قربانی کرتی ہے لیکن یہ تبھی قابلِ رشک ہے جب اس کے ساتھ تقویٰ کے معیار کو بلند کیا جاوے اور اس کے ساتھ ساتھ خرچ کرنے والے بھی استغفار کریں اور خدا کا خوف دلوں پر طاری کریں اور کوشش کریں کہ قربانی کرنے والوں کی محبّت اور پیار کا ایک پیسہ بھی ضائع نہ ہو۔ فرمایا یہ عجیب اللہ کی شان ہے کہ جب انسان اپنے اندر کا نگران سخت کر لیتا ہے تو باہر سے شفیق دل بھی اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے جو اس کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ اپنا درد نہیں کرتے تو خدا اور خدا کے فرشتے ان کا درد کرتے ہیں اور ان کی اولادوں کے اموال میں اللہ تعالیٰ برکت بخشتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ خدا کی خاطر تقویٰ اختیار کرنیوالوں کی سات نسلیں تک بھوکی نہیں مرتیں اس لئے بے خوف ہو کر ان مالی قربانی کی راہوں میں آگے بڑھیں۔ دیتے وقت بھی اور خرچ کرتے وقت بھی اپنے تقویٰ کا معیار بلند کریں اللہ تعالیٰ لامتناہی نہ ختم ہونے والی برکتیں آپ پر نازل کرے۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا کہ پاکستان میں نئی رَو چلی ہے مظالم کی۔ اور خصوصیت کے ساتھ جماعت کے جو سرکردہ خدمت کرنے والے ہیں۔ جماعت کے جہاں جہاں اچھے نمایاں کارکن ہیں ان کے اوپر ہاتھ ڈالا جائے۔ فرمایا اور بڑی بیوقوفی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے جتنے بڑے لوگ یعنی دُنیا کی نظر میں جو بڑے کہلاتے ہیں اور خدمت کے لحاظ سے واقعی وہ بڑے بھی ہیں اُن پر بھی ہاتھ ڈالیں گے اتنا جماعت کا دل بیٹھ جائے گا۔ فرمایا میں اندازہ کر رہا ہوں کہ ابھی سے کس قدر وہاں جوش پیدا ہو چکا ہو گا۔ مجھے ابھی خط تو نہیں ملنے شروع ہوئے لیکن ملنے شروع ہو جائیں گے اور وہ گاؤں جو سو گئے تھے بڑی دیر سے، جو غفلت کا شکار تھے شیروں کی طرح اُٹھیں گے اب انشاء اللہ۔ فرمایا ہر وہ تدبیر جو جماعت کو ناکام کرنے کی وہ سوچیں گے وہ ان کی ناکامیوں اور ذلتوں میں اضافہ کرتی چلی جائے گی۔

بہرحال اپنے ان پیارے بھائیوں کے لئے دعا کریں جو خدا کی خاطر تکلیف اُٹھا رہے ہیں

اور یہ بھی فرمایا کہ باہر کے لوگ قربانی کی بڑی تمنّا رکھتے ہیں۔ ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ باہر کے لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ ان چیزوں کے لئے چُنے گا۔ اور فرمایا اِسی انگلستان کی سرزمین میں آپ دیکھیں گے

کہ جب جماعت ترقی کرے گی تو یہاں بھی بڑے بڑے مظالم ہوں گے۔ کوئی دُنیا کی زمین ایسی نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر قربانی کرنے والوں کا خون نہیں بہے گا۔ کوئی دُنیا کی ایسی زمین نہیں ہے جہاں خدا کی خاطر اپنے نفسوں کو آزاد کرنے والوں کے ہاتھوں میں زنجیریں نہیں پہنائی جائیں گی۔ اِس لئے تلك الايام ندا ولها بين الناس جو باہر والے ہیں ان کی بھی باری آئے گی لیکن پہلے کام تو کریں پہلے کچھ پھیلیں کچھ اپنا مقام پیدا کریں پھر باری آئے گی ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ النصر کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: مَیں نے پہلے بھی کئی مرتبہ جماعت کو اِس اہم حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ دین کی اصطلاح میں فتح اور نصر دُنیا کی اصطلاح میں فتح اور نصرت کہلانے والی چیز سے بالکل مختلف چیز ہے اور ایک کا کردار دوسرے کے کردار سے اِتنا فاصلہ رکھتا ہے جیسے بُعد المشرقین ہو۔ چنانچہ قرآن کریم نے اِس سورۃ میں فتح اور نصر کا جو نقشہ کھینچا ہے اگر اس کی باطنی حقیقتوں میں ڈوب کر غور نہ بھی کریں تو ظاہری شکل وصورت کی دُنیا کی فتح اور نصر کی ظاہری شکل وصورت سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔

فرمایا: دُنیا میں تو فتح دوسروں کی زمینوں کو تہ و بالا کرنا اور فوج در فوج دوسرے ممالک پر قبضہ کر لینا ہے لیکن قرآن کریم نے جس فتح کا ذکر فرمایا ہے اس کا رُخ مختلف ہے۔ اس میں دشمن جوق در جوق اور فوج در فوج تمہاری سرزمین میں یعنی دینِ حق کی سرزمین میں داخل ہوگا۔ فرمایا: آج مَیں خصوصیّت کے ساتھ ایک لطیف اشارے کی طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس صورت میں جبر کی کُلّیّۃً نفی کر دی گئی ہے۔ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا میں یہ نہیں فرمایا کہ دینِ حق کی فوجیں دندناتی ہوئی غیروں کی سرزمین فتح کر رہی ہوں گی بلکہ دینِ حق کی طرف غیروں کی طرف سے فوج کشی ہو گی اور دشمن کی فوجیں جوق در جوق دینِ حق کی سرزمین میں داخل ہوں گی۔ دینِ حق کی طرف سے جبراً ان کو گھسیٹ کر لانے کا کوئی تصوّر ہی اس میں نظر نہیں آتا۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ میں جس آزادئ ضمیر اور آزادئ مذہب کا اعلان کیا گیا تھا اس کی عملی تصویر نہایت ہی حسین رنگ میں اِس سورۃ نے کھینچ دی ہے۔ پس جماعتِ احمدیہ کو کبھی بھی اِس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب فتوحات کے عقب میں سیاسی فتوحات کی خوشخبریاں بھی دی گئیں تو اس کے نتیجہ میں آپؐ فکرمند ہو گئے اور فرمایا کہ تم پر نعماءِ دُنیا کے دروازے کھولے جائیں گے